# کرن کرن سورج

واصف علی واصف

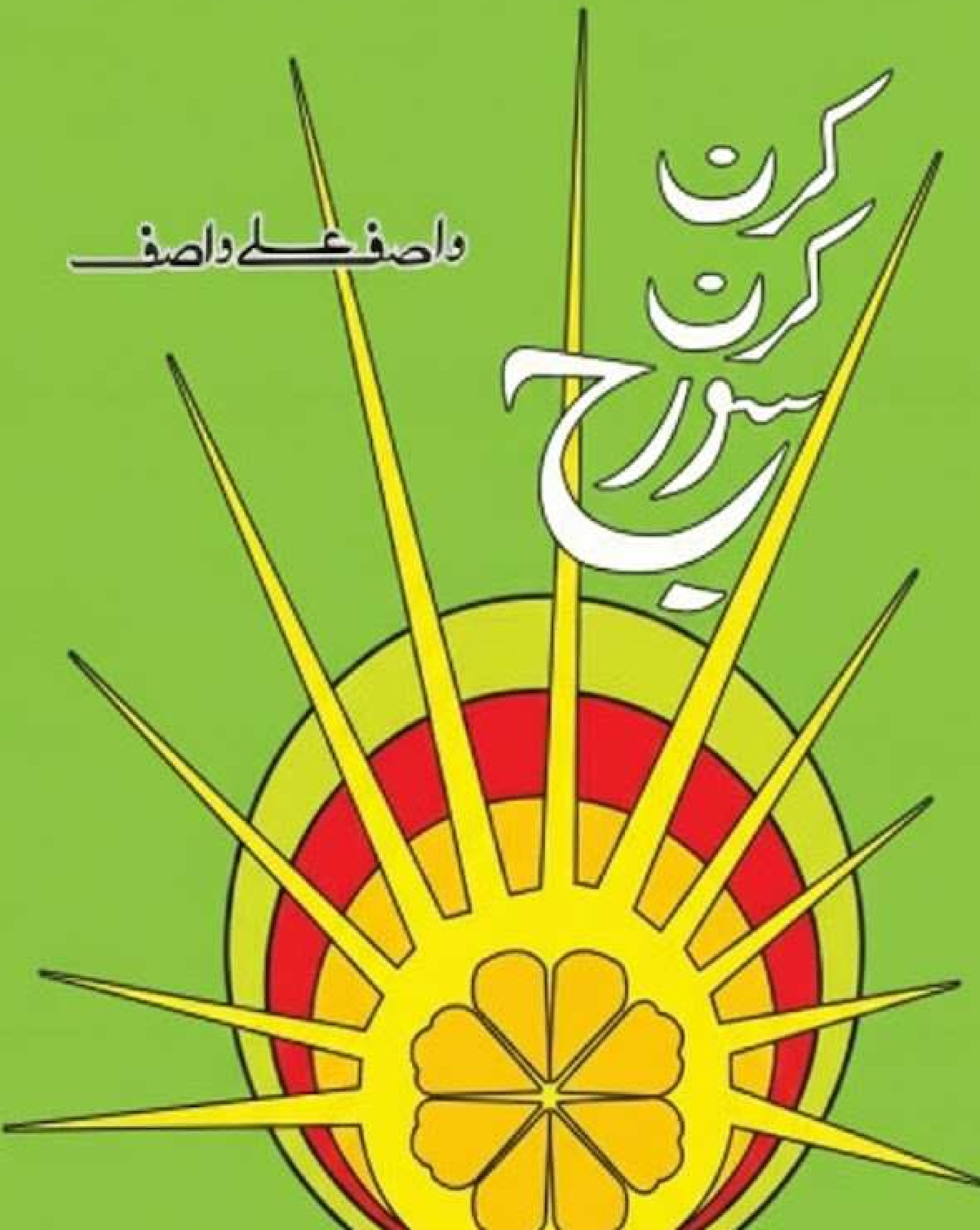

# کرن کرن سورج

واصف علی واصف

WWW.KUTUBMELA.COM

آج کا مُہذّب اور مُتمدّن اِنسان ایک عجیب صُورتِ حال سے دوچار ہے۔ اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی کوشش نے اِنسان کو غیر محفوظ کر دیا ہے۔ زِندگی تمام تر آسائشوں کے باوجود کربِ مُسلسل کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ نیکیوں کا ثمر تو دُور تک نظر نہیں آتا لیکن بدی کی فوری عاقبت راہ کی دیوار بنی ہوئی ہے۔ اِنسان اپنے علم، اپنے عمل، اپنے حالات، اپنی خواہشات، اپنی عادات، غرضیکہ اپنے آپ سے نجات چاہتا ہے، اپنی گرفت سے آزادی چاہتا ہے۔

بے نام اندیشوں کی آندھیاں اُمّید و آگہی کے چراغوں کو بجھاتی جا رہی ہیں۔ آج کے اِنسان کی فکری صلاحیّتیں مُنتشر ہو کر رہ گئی ہیں۔ قائدین کی بُہتات نے قیادت کا فقدان پیدا کر دیا ہے۔ وحدتِ آدم' جمعیت التفریق بن کے رہ گئی ہے۔۔۔۔

کسی کو کسی پر اعتماد نہیں۔

اِنسان کو اپنے آپ پر اعتماد نہیں۔ مُستقبل واضح نہ ہو تو حال اپنی تمام تر آسُودگیوں کے باوجود بے معنی نظر آتا ہے۔

آج مسیحائی کا دعویٰ ایک وبا کی صُورت اِختیار کر چکا ہے ' جب کہ ہر آدمی کے سر پر کتبہ گڑا ہوا ہے اور تعزیّت کرنے والا اپنے آپ سے تعزیّت کر رہا ہے۔ زِندگی کے جائز ناجائز تقاضے اِس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ اِنسان بے بسی اور بے چارگی کے عالم میں اندر سے ٹوٹ رہا ہے۔ علم بڑھتا جا رہا ہے، پھیلتا جا رہا ہے، لائبریریاں کتابوں سے بھری جا رہی ہیں اور اِنسان کا دِل سکون سے خالی ہوتا جا رہا ہے۔

آسائشوں کے حصول کا جنون آکاس بیل کی طرح اِنسان کی سوچ اور اُس کے اِحساس کو لپیٹ میں لے چکا ہے۔ آج اگر سُقراط دوبارہ پیدا ہو جائے تو اُسے دوبارہ زہر پینا پڑے گا۔ آج اِحساس مَر چکا ہے۔ آج کی ٹریجڈی یہ ہے کہ ٹریجڈی مَر چکی ہے اور اِس پر ماتم کرنے کا کسی کے پاس وقت نہیں۔ یہ بات اِنسان کی سمجھ سے باہر ہے کہ زمین کے سفر میں آسمان کے احکام کیوں اور کس لیے ہیں! مشینوں نے اِنسان سے مروّت چھین لی ہے ... گناہوں نے دُعائیں چھین لی ہیں، روشنی نے بینائی چھین لی ہے... ایسے عالم میں ایک چھوٹی سی کتاب کیا دعویٰ رکھ سکتی ہے؟ لیکن مقامِ غور ہے کہ اِنسانوں کے اژدھام اور سَیلِ بے پایاں کے باوجود ایک پیدا ہونے والا بچّہ کتنے وثوق اور تیقُّن سے تشریف لاتا ہے ' اِس اعلان کے ساتھ کہ

"بہت کچھ ہو چکا ہے ' لیکن ابھی اور بہت کچھ باقی ہے"۔



WWW.KUTUBMELA.COM

رات کی تاریکی میں دُور سے نظر آنے والا چراغ روشنی تو نہیں دے سکتا' لیکن ایسی کیفیات مُرتّب کرتا ہے کہ مسافر مایوسی سے نکل کر اُمّید تک آ پہنچتا ہے... اور اُمّید سے یقین کی منزل دو قدم پر ہے۔

صاحبِ خیال کے پاس خیال بے آواز و بے الفاظ آتا ہے لیکن خیال کا اِظہار محتاجِ الفاظ ہے۔ اکثر اوقات الفاظ خیال کا حجاب بن جاتے ہیں۔ اِس لیے اِستدعا ہے کہ قاری کی نگاہ اُس خیال پر بھی رہے جو الفاظ میں موجود ہے اور اُس خیال پر بھی جس کا الفاظ کے دامن میں سِمٹنا محال تھا!

(کِرن کِرن سورج" کے پہلے ایڈیشن کے فلیپ پر رقم تحریر بقلم مصنّف)

# پیش رَس

پیش رَس سے مُراد یہ نہیں کہ اِس کتاب کی تصنیف کا مقصد بیان کیا جائے۔ کتاب اپنا مقصد خود ہی بیان کرتی ہے' اور اِس کتاب کو تو کس حد تک کتاب کہنا مناسب ہے' قاری ہی فیصلہ کرے گا۔ دَراصل یہ چند کلیاں ہیں نشاطِ رُوح کی ' جنہیں گلستانِ طریقت سے چُنا گیا اور جن سے اِصلاحِ اِحساس میسّر آنا ممکن ہے۔ یہ "فیض" ہے کسی نگاہ کا' اور "فیض" میرا دعویٰ نہیں'صرف اظہارِ عقیدت ہے 'اُن صاحبانِ حال سے جن کے تقرب سے "حرفِ آرزو"، "حرفِ بے نیازی" ہو کر رہ جاتا ہے۔

صاحبِ حال کیا ہوتا ہے؟ اِس کا بیان مشکل ہے۔

حال' جذب و سلوک کی درمیانی حالت کا نام ہے۔ صاحبِ حال بیک وقت سالک بھی ہے اور مجذوب بھی۔ وہ اپنے آپ کو حیات و کائنات کی وجہ بھی سمجھتا ہے اور نتیجہ بھی۔

وہ اپنی مَستی اور اپنے کیف سے کبھی رنگ کو بے رنگ دیکھتا ہے اور کبھی بے رنگ کو رنگین۔ صاحبِ حال کیفیّت کے اُس مقام پر ہوتا ہے' جہاں تحیُّر بھی ہے اور شعور بھی، جہاں جنون بھی ہے اور آگہی بھی۔



WWW.KUTUBMELA.COM

صاحبِ حال کے سامنے ماضی، حال، مُستقبل ایک ہی زمانہ ہے۔ صاحبِ حال اشیاء واسماء کے معنی و مفاہیم سے باخبر ہوتا ہے۔ وہ جلوؤں سے رعنائی لے کر عروسِ خیال کو آراستہ کرتا ہے۔ وہ اُس منزل پر ہوتا ہے جہاں سفر ہی مُدعائے سفر ہے۔ وہ تلاشِ ذات میں گُم' علم کے چشموں سے نکلتا ہوا' خود آگہی کے ایسے دشتِ وحشت میں پہنچتا ہے جہاں نہ فراق ہے نہ وصال ہے، نہ کوئی اپنا ہے نہ غیر ہے۔

صاحبِ حال ممکن اور محال سے نجات پا چکا ہوتا ہے۔ وہ سکوت سے ہم کلام رہتا ہے۔ وہ ذرّوں کے دِل کی دھڑکن سُنتا ہے۔ اُس کی نگاہ وجود اور موجود کے باطن پر ہوتی ہے۔ وہ قطرے میں سمندر اور ذرّے میں صحرا دیکھتا ہے۔ وہ زاغ و طاؤس کو ایک ہی جلوے کے رُوپ سمجھتا ہے۔ وہ حقیقت اور خواب کے رِشتوں پر غور کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ خواب میں خواب کو خواب سمجھ لینا ہی اِبتدائے عرفانِ حقیقت ہے۔

وہ ذات و صفات کے تعلق پر نگاہ رکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ عیاں کا رابطہ ہر حال میں نہاں سے رہے گا۔ صاحبِ حال زِندگی سے موت کی آگہی حاصل کرتا ہے اور موت سے زِندگی کا شعور۔ وہ جانتا ہے کہ زِندگی موت کی حفاظت و پناہ میں ہے۔ صاحبِ حال خود ہی آخری سوال ہے اور خود ہی اُس کا آخری جواب۔ وہ ہنستا ہے بے سبب، روتا ہے بے جواز۔

صاحبِ حال بغیر حال کے سمجھ نہیں آتا۔

صاحبِ حال کا قال بھی حال ہے، اُس کی خاموشی بھی حال ہے، اُس کا قُرب حال پیدا کر سکتا ہے' جیسے آگ کا قُرب لوہے کے ٹکڑے میں آگ کی صفت پیدا کر سکتا ہے۔ صاحبِ حال نعمت سے مُنعِم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اُسے مصیبت میں بھی مشیّت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ بہر حال صاحبِ حال اپنے وجود میں اپنے علاوہ بھی موجود رہتا ہے۔ یہاں صاحبِ حال کی تعریف کرنا مُدعا نہیں' صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ صاحبانِ حال کے فیضِ نگاہ سے اِظہارِ عقیدت کے طور پر یہ کتاب پیش کر رہا ہوں۔

خوبی اُن کا فیض، خامی میری بشری کوتاہی۔ اِس کتاب میں تسلسل نہ میرا مُدعا ہے، نہ اِس کا اِمکان۔ ہو سکتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک وقت میں ایک بات سچ ہو اور دُوسرے وقت میں اُس کے برعکس بات بھی اُتنی ہی صداقت ہو۔ زمین پر چاند ایک جلوۂ پُرنور ہے، چاند پر پہنچ کر چاند بے نور ہے۔

صداقت میں تضاد یا Paradox کا ہونا صداقت کی نفی نہیں۔

صداقت کی ضِد صرف باطل ہے اور سب سے بڑی صداقت یہ ہے کہ اِس کائنات میں باطل کا وجود سِرے سے ہے ہی نہیں۔ رات صداقت ہے دِن بھی صداقت، زِندگی حق ہے، موت برحق، مَیں اور تُو، تُو اور میں، حقیقت ہی



WWW.KUTUBMELA.COM

حقیقت۔ دولت حقیقت ، غریبی حقیقت۔ خیال، عمل ، کوتاہی ٔ عمل، تدبیر، تقدیر 'سب صداقتیں ہیں۔

دَراصل صداقت کی تعریف کرنا بھی مشکل ہے۔ صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ صداقت' صادق کے قول کو کہتے ہیں۔

یہی سب سے بڑا راز ہے۔یہی عجب نُکتہ ہے کہ انبیا علیہم السّلام کی صداقت اِس حد تک معتبر تھی کہ لوگوں نے اُن کے کہنے پر بغیر تحقیق اور پہچان کے اللہ کو تسلیم کر لیا۔ یہ تسلیم ہی پیغمبروں کا اصل معجزہ ہے۔ دراصل ایمان ' اعتمادِ شخصیّت کا ہی نام ہے۔

جس پر مجھے اعتبار ہے ' اُسی کی بات معتبر ہے۔ اِس کتاب میں مَیں ایسی ہی کچھ معتبر باتیں پیش کر رہا ہوں۔

یہ ممکن ہے کہ اِس کے علاوہ یا بر عکس باتیں بھی آپ کو معتبر نظر آئیں۔ علم ایک اندازِ نظر ہے۔ انداز بدل جائے تو نظارہ بدل جاتا ہے۔ منظر اور پس منظر اپنی نظر کے نام ہیں۔ ہم بادشاہوں کے حالات کو تاریخ کہتے ہیں' حالانکہ تاریخ رعایا کی حالت کا بھی نام ہے۔ مؤرّخ بدل گیا' تو تاریخ بدل جائے گی۔ کل کا غرور آج کی شر مندگی ہے۔ آج کا اِفتخار نہ جانے کب ندامت بن جائے۔

مُدّعا یہ ہے کہ یہ چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش ہیں کہ یہ میرا اندازِ فکر ہے۔

یہ عطا ہے اور عطا، احساسِ تسلیم کا نام ہے۔ تسلیم میری اپنی ہے۔

اِس کتاب پر خود کچھ نہیں کہنا چاہتا، قاری کی رائے کو قبل اَز وقت متاثر کرنے کی خواہش کو مَیں اچھا بھی نہیں سمجھتا۔ اِس لیے مَیں اپنے بارے میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا، سوائے اِس کے کہ تصنیف ہی مُصنّف کا تعارف ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

آپ کا اصل ساتھی اور آپ کا صحیح تشخّص' آپ کے اندر کا اِنسان ہے۔ اُسی نے عبادت کرنا ہے اور اُسی نے بغاوت، وہی دُنیا والا بنتا ہے اور وہی آخرت والا۔ اُسی اندر کے اِنسان نے آپ کو جزا و سزا کا مستحق بنانا ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کا باطن ہی آپ کا بہترین دوست ہے اور وہی بدترین دُشمن۔ آپ خود ہی اپنے لیے دُشوارئ سفر ہو اور خود ہی شادابیٔ منزل۔

باطن محفوظ ہو گیا' تو ظاہر بھی محفوظ ہو گا۔

####

اِیمان ہمارے خیال کی اِصلاح کرتا ہے ،شکوک وشُبہات کی نفی کرتا ہے،وسوسوں کو دِل سے نکالتا ہے۔اِیمان ہمیں غم اور خوشی' دونوں میں اللہ کے قریب رکھتا ہے ۔ہم ہر آزمائش میں پورے اُترتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خوشیاں دینے والا ہمیں غم کی دولت سے بھی نواز سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دولتِ یقین سے محروم نہیں ہونے دیتا۔

####

اِسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہ دُوسرے مسلمانوں پر فوقیت رکھتا ہے' تو اُسے غلط سمجھیں۔اپنی فضیلت کو فضیلت کے طور پر بیان کرنا ہی فضیلت کی نفی ہے، اِنسان کی کم ظرفی ہے، جہالت ہے۔اصل فضیلت تو دُوسروں کو فضیلت دینے میں ہے جیسا کہ علم میں دُوسروں کو شامل کرنے کا نام علم ہے۔ورنہ علم سے دُوسروں کو مرعوب کرنا اور احساسِ کمتری میں مبتلا کرنا تو جہالت ہے۔

####

کسی اِنسان کے کم ظرف ہونے کے لئے اِتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنے پر مجبور ہو۔دُوسروں سے اپنی تعریف سننا مستحسن نہیں اور اپنی زبان سے اپنی تعریف عذاب ہے۔

####

عافیت اِس بات میں نہیں کہ ہم معلوم کریں کہ کشتی میں سوراخ کون کر رہا ہے۔عافیت اِس بات میں ہے کہ کشتی کنارے لگے۔

####

اب کسی نبی نے دُنیا میں نہیں آنا۔



WWW.KUTUBMELA.COM

لٰہذا دِین کی تبلیغ کی عظیم ذِمہّ داری ہم سب پر ہے۔ اپنی اِصلاح کے بعد ہی اُمّت دُنیا کی اِصلاح کرے۔

#####

جس نے لوگوں کو دِین کے نام پر دھوکا دیا' اُس کی عاقبت مخدوش ہے کیونکہ عاقبت دِین سے ہے اور دِین میں دھوکا نہیں۔ اگر دھوکا ہے تو دِین نہیں۔

#####

جو شخص اِس لیے اپنی اِصلاح کر رہا ہے کہ دُنیا اُس کی تعریف و عزت کرے' اُس کی اِصلاح نہیں ہو گی۔

اپنی نیکیوں کا صِلہ دُنیا سے مانگنے والا اِنسان نیک نہیں ہو سکتا۔ ریاکار اُس عابد کو کہتے ہیں جو دُنیا کو اپنی عبادت سے مرعوب کرنا چاہے۔

#####

جب تک مخبرِ صادق ﷺ کی صداقت پر اعتماد نہ ہو' ہم توحید کی تصدیق نہیں کر سکتے۔

#####

اِنسان کا اصل جوہر صداقت ہے، صداقت مصلحت اندیش نہیں ہو سکتی۔ جہاں اِظہارِ صداقت کا وقت ہو' وہاں خاموش رہنا صداقت سے محروم کر دیتا ہے۔

اُس انسان کو صادق نہیں کہا جا سکتا' جو اظہارِ صداقت میں اِبہام کا سہارا لیتا ہو۔

#####

دانا' نادانوں کی اِصلاح کرتا ہے، عالم' بے علم کی اور حکیم' بیماروں کی۔ وہ حکیم علاج کیا کرے گا' جس کو مریض سے محبت ہی نہ ہو۔ اِسی طرح وہ مُصلح جو گنہگاروں سے نفرت کرتا ہے' اُن کی اِصلاح کیا کرے گا۔ ہر صفت اپنی مخالف صفت پر اَثر کرنا چاہتی ہے' لیکن نفرت سے نہیں' محبت سے۔

#####

اگر زِندگی بچانے کی قیمت پوری زندگی بھی مانگی جائے تو اِنکار نہ کرنا!!

#####

باطن ایک علم ہے' جس کو عطا ہو جائے وہ اِسے باطن نہیں کہتا بلکہ ظاہر ہی کہتا ہے۔ علم' باطن سے ظاہر میں آتا رہتا ہے۔ اِسی طرح وہ غیب جس کا علم عطا ہو جائے' وہ غیب نہیں کہلاتا۔ غیب وہ ہے جس کا علم بندے تک نہیں پہنچتا۔ یہ صرف اللہ کے پاس ہے۔

ایسے غیب کا تذکرہ بھی نہیں ہو سکتا' اور اللہ کے لئے کچھ غیب نہیں۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

زِندگی اور عقیدے میں فاصلہ رکھنے والا اِنسان منافق ہوتا ہے۔ایسا شخص نہ گناہ چھوڑتا ہے، نہ عبادت۔اللہ اُس کی سماجی یا سیاسی ضرورت ہوتا ہے' دِینی نہیں۔ایسے آدمی کے لیے مایوسی اور کربِ مسلسل کا عذاب ہے۔

#####

غیر یقینی حالات پر تقریریں کرنے والے' کتنے یقین سے اپنے مکانوں کی تعمیر میں مصروف ہیں!

#####

ہم صرف زبان سے اللہ اللہ کہتے رہتے ہیں۔

اللہ لفظ نہیں۔اللہ آواز نہیں۔اللہ پُکار نہیں، اللہ تو ذات ہے' مقدّس وماورا۔اُس ذات سے دِل کا تعلق ہے' زبان کا نہیں۔دِل اللہ سے متعلق ہو جائے تو ہمارا سارا وجود دِین کے سانچے میں ڈھل جانا لازمی ہے۔

#####

میاں بیوی کو باغ و بہار کی طرح رہنا چاہیے۔وہ باغ ہی کیا' جو بہار سے بیگانہ ہو' اور وہ بہار ہی کیا' جو باغ سے نہ گزرے۔

یہ اُس کے دَم سے' وہ اِس کی وجہ سے!!

#####

اگر اللہ تعالیٰ رحمت کے جوش میں مخلوق کو معاف فرما دے' تو کیا ہو گا؟ موت کا منظر مرنے کے بعد؟ کیا اللہ معاف کرنے پر قادر نہیں؟

#####

اِنسان حادث ہے' اللہ قدیم۔ حادث نے قدیم کے مقام و مزاج کی اِطلاع دُنیا کو دی' یا یوں کہیے کہ قدیم نے اپنے بارے میں دُنیا کو اطلاع حادث کے ذریعہ دی... حادث اور قدیم کس مقام پر ایک دوسرے کے متعلق جاننا شروع کرتے ہیں' اِس کا جاننا بہت مشکل ہے' اور اِس کا جاننا ہی بہت اہم و ضروری ہے!

#####

پُرانے بادشاہ ہاتھی کی سواری سے جلالِ شاہی کا اظہار کرتے تھے۔

آج ہمارے بچے چڑیا گھروں میں ہاتھی کی سواری سے دِل بہلاتے ہیں۔

#####

سچے اِنسان کے لیے یہ کائنات عین حقیقت ہے اور جھوٹے کے لیے یہی کائنات' حجابِ حقیقت ہے۔

باز اور شِکروں کی موجودگی کے باوجود چڑیا کے بچے پرورش پاتے رہتے ہیں۔ آندھیاں سب چراغ نہیں بجھا سکتیں۔ شیر دھاڑتے رہتے ہیں اور ہرن کے خوبصورت بچے کلیلیں بھرتے رہتے ہیں۔ یہ سب اُس مالک کے کام ہیں۔ اُس کی


WWW.KUTUBMELA.COM

پیدا کردہ مخلوق اپنے اپنے مقرر شدہ طرزِ عمل سے گزرتی ہی رہتی ہے۔ فرعون نے سب بچے ہلاک کر دیے' مگر وہ بچہ بچ گیا۔ یہ سب قُدرت کے کام ہیں۔

زمانہ ترقی کر گیا ہے مگر مکھی، مچھر اور چوہے اب بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جراثیم کُش دوائیں نئے جراثیم پیدا کرتی ہیں۔ طبِّ مشرق و مغرب میں بڑی ترقی ہوئی' بیماریوں میں بھی اضافہ ہوا۔ اِنسان کل بھی دُکھی تھا، آج بھی سُکھی نہیں۔ علاج' خالق کے قُرب میں ہے۔ لوگ کیوں نہیں سمجھتے!

#####

رِزق صرف یہی نہیں کہ جیب میں مال ہو' بلکہ آنکھوں کی بینائی بھی رِزق ہے۔

دماغ میں خیال رِزق ہے۔ دِل کا اِحساس رِزق ہے۔ رگوں میں خون رِزق ہے، یہ زندگی ایک رِزق ہے' اور سب سے بڑھ کر ایمان بھی رِزق ہے۔

#####

بندے' اللہ کی طرف یا خوف کی وجہ سے رجوع کرتے ہیں یا شوق کی وجہ سے۔ گردشِ روزگار میں خوف پیدا ہوتا ہی رہتا ہے اور لوگ اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہی رہتے ہیں۔ شوق عنایتِ اَزلی ہے۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

اِسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کچھ لوگ اللہ کو اِس لئے تلاش کرتے ہیں کہ اللہ اُن کے بگڑے کام سنوارنے والا ہے' اور اہلِ دل حضرات اِس لئے اللہ کا تقرّب

مانگتے ہیں کہ اُن کو قرار ملے، تسکین حاصل ہو، اِطمینان نصیب ہو۔ خوف کی عبادت اور ہے' اور سجدۂ شوق اور!

#####

جو شخص سب کی بھلائی مانگتا ہے' اللہ اُس کا بھلا کرتا ہے۔ جن لوگوں نے مہمانوں کے لیے لنگر خانے کھول دیے ہیں' کبھی محتاج نہیں ہوئے۔

#####

توبہ جب منظور ہو جاتی ہے' تو یادِ گناہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔

#####

اللہ کے محبوب ﷺ کی محبت ہی عطائے اِلٰہی ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ سے محبت ایمان کی اصل ہے۔

# دِین کیا ہے عشقِ احمد ﷺ کے سِوا

دِین کا بس اِک یہی معیار ہے

عشقِ مصطفٰے ﷺ میں فراق بھی عطا ہے اور وصال بھی۔ حضور ﷺ سے محبت کرنے والے' حضور ﷺ کی اُمت کے ہر فرد سے محبت کرتے ہیں۔

اُمت کی فلاح کی دُعائیں مانگتے ہیں۔ حضور ﷺ کے کُوچے کی گدائی کو اپنے لیے تاجِ شاہی سمجھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے اِرشاد کو حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ حضور



WWW.KUTUBMELA.COM

ﷺ کے طالب' اِس کائنات کو آئینۂ جمالِ مصطفیٰ ﷺ سمجھتے ہیں اور جمالِ مصطفیٰ ﷺ کو پرتوِ انوارِ کبریا سمجھتے ہیں۔

#####

جب عزت اور ذِلت اللہ کی طرف سے ہے،رنج و راحت اللہ کی طرف سے ہے،دولت اور غریبی اللہ کی طرف سے،زندگی اور موت اللہ کی طرف سے'تو ہمارے پاس تسلیم کے علاوہ کیا رہ جاتا ہے؟

#####

تلاشِ حقیقت ،تلاشِ حق آگاہ،تلاشِ صاحبِ دِلاں،تلاشِ اِمامِ زماں یا تلاشِ محرمِ اَسرار کسی جغرافیائی سفر کا نام نہیں۔

سِند باد کے سفر اور متلاشیٔ حق کے سفر میں بڑا فرق ہے۔حقیقت کے سفر کے لیے پہلے اپنے آپ میں اپنی حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا چاہیے۔آئینۂ دِل جتنا مُصفّا ہو گا'اُتنا ہی آسانی سے جلوۂ حق قبول کر سکے گا۔ اللہ کا قرب'پیشانی کو سجدے میں رکھ کر حاصل ہوتا ہے۔سجدہ یہاں ہے' تعلق وہاں۔دُرود شریف یہاں ہے'منظوری وہاں۔حاصل یہ کہ پہلے اپنی ہی اِصلاح ہے،خود کو اِس قابل بنانا ہے کہ جلوے کا مفہوم سمجھ آ سکے۔

بوجہل کو دیدار سے تقرب حاصل نہیں ہو سکتا۔اویس قرنی کو تقربِ مکانی کے بغیر ہی دیدار حاصل ہوتا ہے۔ مخلصین کو اِبتدائے سفر میں ہی منزلوں کا سلام آتا ہے۔

#####

ہماری آنکھوں کے سامنے عجائبات ہیں لیکن ہم دیکھتے نہیں۔ایک معمولی سی بے عقل ،بے شعور گائے کتنا بڑا کرشمہ ہے'فطرت کا عجوبہ'گھاس سے دُودھ بنانے والا حیرت انگیز کارنامہ...ہم کیوں نہیں دیکھتے!

#####

اپنے حال پر افسوس کرنا،اپنے آپ پر ترس کھانا،اپنے آپ کو لوگوں میں قابلِ رحم ثابت کرنا'اللہ کی ناشکر گزاری ہے۔

اللہ کسی اِنسان پر اُس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔بیمار اور لاغر رُوحیں ہمیشہ گلہ کرتی ہیں، صحت منداَرواح' شکر۔زندگی پر تنقید'خالق پر تنقید ہے' اور یہ تنقید ایمان سے محروم کردیتی ہے۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

ایک انسان نے دُوسرے سے پوچھا: ”بھائی! آپ نے زندگی میں پہلا جھوٹ کب بولا؟“ دُوسرے نے جواب دیا: ”جس دن میں نے یہ اعلان کیا کہ میں ہمیشہ سچ بولتا ہوں۔

“

#####

اُپنے علم کو عمل میں لانے کے لیے یقین کے ساتھ ساتھ ایک رہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔

#####

اگر نوح علیہ السلام کی اِلتجا، دُعا یا خواہش کے باوجود اُن کا بیٹا طوفان سے نہیں بچایا گیا تو اِس میں نوح علیہ السلام کی نبوت پر کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے' چاہے تو ایک معمولی اِنسان کی دُعا قبول کرلے، چاہے تو نبی کی بات ٹال دے۔

اللہ بے نیاز ہے۔

#####

ہر اِنسان ہر دُوسرے اِنسان سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ ایک اِنسان دُوسرے کے پاس سے خاموشی سے گزر جائے تو بھی اپنی تاثیر چھوڑ جاتا ہے۔ اِنسان دُوسرے اِنسان کے لیے محبت، نفرت اور خوف پیدا کرتے ہی رہتے ہیں۔ ایسے بھی ہوتا

ہے کہ اِنسان صرف نظر ملا کر دُوسرے اِنسان کے مسائل حل کر دے، اُسے با شعور کر دے، اُسے عارف بنا دے۔

کچھ اِنسانوں کا قرب ہی علم کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اپنے قریب آنے والے' اور پاس سے گزرنے والے اور نگاہوں میں رہنے والے اِنسانوں سے اِنسان بہت کچھ حاصل کرتا ہے' مگر خاموشی کے ساتھ۔

#####

اِنسان دُوسرے کی دولت دیکھ کر اپنے حالات پر اِس قدر شرمندہ کیوں ہوتا ہے۔ یہ تقسیم' تقدیر ہے۔ ہمارے لیے ہمارے ماں باپ ہی باعثِ تکریم ہیں۔ ہماری پہچان' ہمارا اَپنا چہرہ ہے۔

ہماری عاقبت' ہمارے اپنے دِین میں ہے۔ اِسی طرح ہماری خوشیاں' ہمارے اپنے حالات اور اپنے ماحول میں ہیں۔ مور کو مور کا مقدر ملا، کوّے کو کوّے کا۔ ہم یہ نہیں پہچان سکتے کہ فلاں کے ساتھ ایسا کیوں اور ہمارے ساتھ ویسا کیوں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا: "اے ربّ العالمین! آپ نے چھپکلی کو کیوں پیدا فرمایا؟" اللہ نے جواب دیا: "عجب بات ہے' ابھی ابھی چھپکلی پوچھ رہی تھی: اے رب! تم نے موسیٰ علیہ السلام کو آخر کیوں پیدا کیا؟" بات وہی ہے کہ اِنسان اپنے نصیب پر راضی رہے تو اِطمینان حاصل کرے گا۔



WWW.KUTUBMELA.COM

نصیب میں تقابلی جائزہ' ناجائز ہے۔

#####

اِس دُنیا میں اِنسان نہ کچھ کھوتا ہے' نہ پاتا ہے۔

وہ تو صرف آتا ہے اور جاتا ہے۔

#####

تکلیف آتی ہے:

ہمارے اعمال کی وجہ سے۔

ہماری وُسعتِ برداشت کے مطابق۔

اللہ کے حکم سے۔

ہر تکلیف ایک پہچان ہے اور یہ ایک بڑی تکلیف سے بچانے کے لیے آتی ہے۔

#####

اِنکار' اِقرار کی ایک حالت ہے، اُس کا ایک درجہ ہے۔

اِنکار کو اِقرار تک پہنچانا' صاحبِ فراست کا کام ہے۔ اِسی طرح کفر کو اِسلام تک لانا' صاحبِ ایمان کی خواہش ہونا چاہیے۔

#####

صحت کے لیے خوراک ضروری ہے‘لیکن خوراک صحت نہیں۔

#####

جس طرح موسم بدلنے کا ایک وقت ہوتا ہے‘اُسی طرح وقت کے بدلنے کا بھی ایک موسم ہوتا ہے۔حالات بدلتے ہی رہتے ہیں۔حالات کے ساتھ حالت بھی بدل جاتی ہے۔رات آجائے تو نیند بھی کہیں سے آہی جاتی ہے۔وہ اِنسان کامیاب ہوتا ہے جس نے اِبتلا کی تاریکیوں میں اُمید کا چراغ روشن رکھا۔اُمید اُس خوشی کا نام ہے جس کے انتظار میں غم کے ایّام کٹ جاتے ہیں۔اُمید کسی واقعہ کا نام نہیں‘یہ صرف مزاج کی ایک حالت ہے۔فطرت کے مہربان ہونے پر یقین کا نام اُمید ہے۔

جو ذات‘شکمِ مادر میں بچے کی صورت گری کرتی ہے‘ وہی ذات خیال کی صورت گر بھی ہے‘ اور وہی ذات عمل کی صورت بھی پیدا فرماتی ہے۔ہر چہرہ ایک Range میں تاثیر رکھتا ہے۔اِسی طرح ہر خیال ایک دائرۂِ تاثیر رکھتا ہے اور ہر عمل کا ایک دَور ہے جس میں وہ موئثر ہوتا ہے۔اپنے دائرے سے باہر ہر موئثر شے بے تاثیر ہو جاتی ہے۔کچھ چہرے،خیال اور اَعمال صدیوں پر محیط ہوتے ہیں اور زمانوں پر حاوی ہوتے ہیں۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

جن مسلمانوں پر اِسلام نافذ نہ ہو سکے ' اُن مسلمانوں پر غور کرنا چاہیے۔

جو اِسلام مسلمانوں پر نافذ نہ ہو سکے 'اُس اِسلام کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔

جو قوتِ نافذہ مسلمانوں پر اِسلام نافذ نہ کر سکے ' اُس قوت کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔

#####

کائناتی نظام میں خیر و شر ، اُجالا و اندھیرا، حق و باطل وغیرہ سب موجود ہیں۔

یہ اِنسان کی بیرونی دُنیا ہے۔ اُس کے اندرونی نظام میں بھی خیر و شر ،یقین و وسوسہ وغیرہ پلتا رہتا ہے۔ ایک بندۂ مومن اپنے یقین و ایمان سے وسوسوں کو ختم کرتا ہے اور خیر کی راہ اختیار کرتا ہے۔

#####

گناہوں میں مبتلا اِنسان کا دُعاؤں پر یقین نہیں رہتا۔

#####

بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیۂ دُرود بھیجنے کے لئے غریبی رکاوٹ نہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ غریبوں میں غریب، یتیموں میں یتیم، مہاجروں میں مہاجر اور سلاطین میں سلطانِ زمانہ تھے۔ معاشی ناہمواریاں آپ ﷺ کے قرب کی راہ میں رکاوٹ نہیں، نہ سرمایہ آپ ﷺ کے تقرب کی ضمانت۔

#####

سمندر کا وہ پانی جو سمندر سے باہر ہو 'اُسے دریا' جھیل' بادل' آنسو'شبنم کچھ بھی کہہ دو'لیکن پانی کا وہ حصّہ جو سمندر میں شامل ہو جائے'وہ سمندر ہی کہلائے گا۔

#####

جس کا رسالت ﷺ پر ایمان نہ ہو' وہ موحّد بھی کافر ہو گا۔

#####

زندگی سے تقاضا اور گلہ نکال دیا جائے تو سکون پیدا ہو جاتا ہے۔سکون اللہ کی یاد سے اور اِنسان کی محبت سے پیدا ہوتا ہے۔نفرت اضطراب پیدا کرتی ہے۔ اضطراب اندیشے پیدا کرتا ہے اور اندیشہ سکون سے محروم کر دیتا ہے۔محبت نہ ہو' تو سکون نہیں۔

#####

اِنسان کسی کو شریکِ زندگی بنانے سے پہلے اُس کے حال اور ماضی کو دیکھتا ہے لیکن یہ بھول جاتا ہے کہ اُس کی رفاقت میں اُس نے مستقبل گزارنا ہے۔

کامیاب ازدواجی زندگی اللہ کا اِحسان ہے۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

ایک اِنسان کو زِندگی میں بااعتماد ہونے کے لیے یہ حقیقت ہی کافی ہے کہ اُس سے پہلے نہ تو کوئی اُس جیسا اِنسان دُنیا میں آیا‘ نہ اُس کے بعد ہی کوئی اُس جیسا آئے گا۔ یہ عظیم اِنفرادیت بہت بڑا نصیب ہے۔

#####

آج کا اِنسان اِس لیے خوفزدہ ہے کہ وہ لذّتِ شوق سے محروم ہے۔ کثیر المقاصد زِندگی خوف سے نہیں بچ سکتی۔

رحمتِ حق سے مایوسی ہی خوف پیدا کر رہی ہے۔لالچ ختم نہ ہو‘ تو خوف کیسے ختم ہو۔اِنسان اپنے آپ کو جتنا محفوظ کرتا ہے‘ اُتنا ہی غیر محفوظ ہوتا جارہاہے، گویا زندگی اپنی ”حصاربندیوں“اور”حفاظتوں“ کی زَد میں آگئی ہے۔ہر طرف خوف ہی خوف ہے۔ اِس خوف سے بچنے کا واحد ذریعہ اپنی جبینِ شوق کو سجدوں سے سرفراز کرنے میں ہے۔

#####

غافل کی آنکھ اُس وقت کُھلتی ہے‘ جب بند ہونے کو ہوتی ہے۔

#####

ذِکر سے محویّت حاصل کرو...... سکون مل جائے گا۔

#####

اللہ کے محبوب اور اللہ کے ولی کسی سے ایک دفعہ تعلق قائم کرنے کے بعد اُس تعلق کو توڑتے نہیں' بازو پکڑنے کی لاج رکھتے ہیں۔ اللہ اِنسانوں سے بے نیاز ہے' لیکن اللہ والے بے نیاز و بے پرواہ نہیں ہوتے،اِسی لیے تو وہ اللہ والے کہلاتے ہیں۔یعنی اللہ والے' اِنسانوں والے ہوتے ہیں۔

اللہ کا قرب ملتا ہی اِنسانوں کی خدمت اور اُن کی محبت سے ہے۔

#####

ایسے بھی اللہ والے آتے رہتے ہیں جو زندگی بھر گمنام رہتے ہیں۔ معاشرے کی نگاہوں سے اوجھل کِھلنے والے گلاب گلاب ہی کہلائیں گے۔یہ اللہ کا اپنا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو کس حال سے گزارے۔ کہیں کسی کو بادشاہِ تخت نشین کر دیتا ہے، کہیں کاسہ گدائی عطا فرماتا ہے۔

صاحبانِ محبت ووَفا' ہر حال سے بخوشی گزرتے رہتے ہیں۔ صاحبِ تعلق کے لیے سِتم بھی اندازِ کرم ہے۔

#####

معرفت ' ہمہ وقت تحیّر میں رہنے کا نام ہے۔اَسماء کی پہچان سے اشیاء کی پہچان کرنا۔ظاہر کے مشاہدے سے باطن کا علم حاصل کرنا۔ معرفت وہ حکمت ہے جو



WWW.KUTUBMELA.COM

کثرت سے وحدت کا راستہ دکھاتی ہے۔ قادرِ مطلق کی قدر کے سامنے کسی کی قدر پر نظر نہ ڈالنا معرفت ہے۔

اِنتہا یہ ہے کہ ہم جان لیں کہ ہم اللہ کو جان نہیں سکتے، بس مان ہی سکتے ہیں۔

#####

حالات اور وقت کی تبدیلیوں سے بدلنے والے تعلقات سے بہتر ہے کہ اِنسان تنہا رہے۔

#####

ترقی یا اِرتقا ضروری ہے لیکن... گہوارے سے نکل کر اپنی قبر تک کتنی ترقی چاہیے ...؟ اصل ترقی یہ ہے کہ زِندگی بھی آسان ہو اور موت بھی مشکل نہ رہے!!

#####

دُعا پر اعتماد ہی نیکی ہے۔

جب ہم تنہائی اور خاموشی میں دُعا مانگتے ہیں تو ہم اِس یقین کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمارا اللہ تنہائی میں ہمارے پاس ہے اور وہ خاموشی کی زبان بھی سنتا ہے۔ دُعا میں خلوص، آنکھوں کو پُرنم کر دیتا ہے اور یہی آنسو، دُعا کی منظوری کی دلیل ہیں۔ دُعا مومن کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ دُعا ناممکنات کو ممکن بنا دیتی ہے۔ دُعا زمانے بدل دیتی ہے۔

دُعا گردشِ روزگار کو روک سکتی ہے۔ دُعا آنے والی بلاؤں کو ٹال سکتی ہے۔ دُعا میں بڑی قوّت ہے۔ جب تک سینے میں اِیمان ہے' دُعا پر یقین رہتا ہے۔ جس کا دُعا پر یقین نہیں' اُس کے سینے میں اِیمان نہیں۔ اللہ سے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں ہماری دعاؤں کی افادیّت سے مایوس نہ ہونے دے۔

#####

ہمیں جب اپنی فلاح کا یقین ہو جائے' ہم دُوسروں کو اُن کی فلاح کے لیے تبلیغ کرتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے ساتھ جنت کی نعمتوں میں شریک ہوں۔ ہمارے دعوے کی صداقت کا ثبوت صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہم اُن کو اپنی موجودہ زندگی کی آسائشوں میں بھی شریک کریں۔

#####

عشقِ اِلٰہی' در حقیقت عشقِ محبوبِ اِلٰہی ﷺ ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کی محبت عطا کرتے ہیں' اور اللہ اپنے محبوب ﷺ کی محبت عطا فرماتا ہے۔ محبت' محبوب کی اِطاعت میں مجبوری کی نفی کا نام ہے۔ اِیثار' محبت کا اعجاز ہے۔ محبت' حیرت پیدا کرتی ہے، محویت اور بیداری پیدا کرتی ہے۔ زندگی کے عصری کرب سے نجات کا واحد ذریعہ محبت ہے!!



WWW.KUTUBMELA.COM

جو اِنسان اپنی ذات کے ساتھ مُخلص نہیں ' وہ دُوسروں کے ساتھ کیا مخلص ہو گا۔ اُسی کو مُخلص دوست ملیں گے' جو خود دوستوں سے مُخلص ہو۔ جھوٹے کے لیے یہ سماج جھوٹا اور سچّے کے لیے سچّا ہے۔ جو اِنسان اپنے ساتھ مُخلص نہیں' وہ ضمیر کی آواز سے فرار حاصل کرنے کے لیے دُنیاوی مشاغل میں خود کو مصروف کرتا جاتا ہے تاکہ اُسے سکون وراحت ملے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ جن مادّی اشیا کو اکٹھا کر کے وہ کبھی خوشی محسوس کرتا تھا' اب اُنہیں حاصل کرنے کے بعد بھی خوشی نہیں ملتی۔

اُس کی رُوح بے چین رہتی ہے۔ ایسی حالت میں اگر وہ اپنی ضرورت سے زائد روپے پیسے اور دُوسری اَشیا کو اللہ کی مخلوق میں تقسیم کرنا شروع کر دے' تو رُوح کی خوشی اور سکون لوٹ آئے گا۔

#####

سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ نیک لوگ فی سبیل اللہ اکٹھے ہو جائیں۔

علما و مشائخ اکٹھے ہو جائیں۔ جب تمام جماعتیں اکٹھی ہو گئی تھیں' تو نظامِ مصطفیٰ ﷺ وہیں قائم ہو گیا تھا۔

الگ ہو گئے' تو سفر طویل ہونے لازمی ہیں۔ اِسلام میں سب سے بڑی نیکی اِجتماع ہے۔ اِختلاف مٹاؤ۔ جیسے بکھرے ہو' ویسے سِمٹو۔ کلمۂ طیب ہی کلمۂ توحید

ہے۔ کلمے کی وَحدت سے ایک بار پھر وہ زمانہ آ سکتا ہے' جس کا سب کو اِنتظار ہے۔ ہم خود اپنی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ توحید' جہاں اللہ کی وحدانیّت ہے' وہاں مِلّت کی وحدت کا بھی نام ہے۔

ع یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا' نہ میں سمجھا

#####

ہر مبلغ کو یہ سوچنا چاہیے کہ جو آدمی اُسے پسند نہیں کرتا' وہ اُس کے دِین کو کیسے پسند کرے گا۔

دِین کو پسندیدہ ظاہر کرنے کے لیے اپنا عمل پسندیدہ بناؤ۔ اپنی شخصیت پسندیدہ بناؤ۔ دُوسرے کا مزاج، اُس کی عقل، اُس کی ضرورت کو سمجھ کر اُس کو تبلیغ کرو۔ نا سمجھ کے ہاتھ میں صداقت کی لاٹھی' دُوسروں کو بد ظن کر دے گی۔

#####

اِسلام نے مسلمان کو زِندگی اور زِندگی کے لوازمات کا امین بنایا ہے۔ مسلمان اُن نعمتوں کا محافظ ہے جو اللہ کریم نے اُسے عطا فرمائیں۔

یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے باطنی اور ظاہری وجود کی حفاظت کریں۔ باطنی وجود کی حفاظت کا مطلب' خیال کی حفاظت، اِیمان کی حفاظت، اِحساس کی حفاظت، فِکر و ذِکر کی حفاظت اور غم اور خوشی کی حفاظت ہے۔ ظاہری وجود کی حفاظت بھی



WWW.KUTUBMELA.COM

ضروری ہے۔اپنے وجود کی سرحد کا اِنسان خود ہی محافظ ہے۔ہمیں احتیاط کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کچھ بھی ہمارے وجود میں شامل یا ہمارے وجود سے جدا نہ ہو' مگر اللہ کے حکم سے۔

اِس طرح ہم اپنی حفاظت کر کے اِسلام کی حفاظت کر سکتے ہیں۔اصل میں مسلمان کی حفاظت ہی اِسلام کی حفاظت ہے۔

#####

کسی شے سے اُس کی فطرت کے خلاف کام لینا ظلم ہے۔

#####

حُسن 'عشق کا ذوقِ نظر ہے اور عشق' قربِ حُسن کی خواہش کا نام ہے۔

#####

اللہ کے ذِکر کے بغیر اِطمینانِ قلب میسّر نہیں آسکتا۔جس عمل سے اِطمینانِ قلب میسّر آئے' وہ عمل بھی ذِکر کا حِصّہ ہے۔

جس مقام یا اِنسان کے قُرب سے اِطمینانِ قلب حاصل ہو' وہ مقام اور اِنسان بھی اللہ کے ذِکر سے متعلق ہے۔مثلاً ذِکر سے اِطمینان ہے تو ذاکر سے بھی اِطمینان ملے گا اور مقامِ ذکر بھی باعثِ اِطمینانِ قلب و جاں ہو گا۔یوں کہیے کہ خانہ کعبہ کی زیارت،مدینہ منورہ کی حاضری ،کربلائے مُعلّٰی کی حاضری ،بزرگانِ دین کے

آستانوں کی حاضری، اپنے مشائخِ عظام کے درِ دولت پر حاضری ' سب ہی اِطمینان کے ابواب ہیں، اور یہ سب ذکرِ اِلٰہی کی عظیم منزل کے عظیم راستے کے مقامات ہیں۔

نیت اللہ ہو ' سارا سفر اللہ کا ذِکر ہے۔

#####

طریقت کے تمام سلاسل اپنے اپنے انداز میں بالکل صحیح ہیں ' لیکن مِلّتِ اِسلامیہ کی فلاح اِسی میں ہے کہ وہ ایک عظیم وَحدت بن کر اُبھرے۔ مسلک اِسلام سے ہے ' اِسلام نہیں۔ اِسلام ' اِسلام ہے۔

#####

کسی بڑے کام کو شروع کرنے سے پہلے اُس کے لیے قوی جواز اور قوی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

سفر پر جانا ہو تو پہلے جانے والے مسافروں سے حالاتِ سفر معلوم کر لینا ضروری ہے۔ دریا ' کشتی کے ذریعے بھی عبور کرنا ہو تو تیرنے کا علم جاننا بہتر ہوتا ہے۔ بڑے کام کے لیے بڑی دلیل ضروری ہے۔ ہر کام ' ہر آدمی کے لیے نہیں۔ علم کا راستہ طے کرنے والے اور طرح کے لوگ ہوتے ہیں ' تعلیم حاصل کرنے والے اور... گھروں میں رہنے والے اور ہیں ' سفر اختیار کرنے والے اور۔



WWW.KUTUBMELA.COM

اللہ کی راہ میں نکلنے والے اور ہیں اور اُن کا راستہ روکنے والے اور۔ قوی دلیل جذبۂ شہادت تھا۔ سجدۂ شبیر تھا۔ بڑا کام تھا، بڑی دلیل تھی، بڑا جواز تھا' بڑا نتیجہ ہے۔ بڑی بات ہے۔

#####

قول ہے کہ دِل کے دروازے پر دَربان ہو کر بیٹھ رہو۔ یہ دیکھو! تمہارے دِل میں کون سی خواہش داخل ہو رہی ہے، کونسا جذبہ اُبھر رہا ہے۔ جو خواہشات فانی دُنیا سے متعلق ہوں' اُن کو دِل میں نہ آنے دو، جو جذبہ غیر اللہ کے لیے ہو' اُسے دِل میں بند رہنے دو۔

#####

خیر اور شر' اللہ کی طرف سے ہے...اِس وضاحت کے ساتھ کہ خیر' اللہ کے قُرب کی دلیل ہے اور شر' اللہ کی ناراضگی کا سبب۔ خیر اور شر کا اللہ کی طرف سے آنا ایسے ہی ہے' جیسے زندگی اور موت اللہ کی طرف سے ہے۔ ہم زندگی کو پسند کرتے ہیں، موت سے بچنے کی تدابیر کرتے ہیں۔ دِن اور رات بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ عزّت اور ذِلّت بھی اللہ کی طرف سے۔

ہم عزت کے طالب ہیں، ذِلت سے بچتے ہیں۔ شر پسند اِنسان یہ جواز نہیں دے سکتا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہمیں آگاہ کیا جا چُکا ہے کہ کون سا راستہ کِدھر کو

جاتا ہے اور کون سا عمل کیا نتیجہ بر آمد کرتا ہے۔ خیر و شر کا معرکہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ شر کو شکست ہو جائے تو معافی مانگ کر خیر کے دامن میں ہی پناہ لے لیتا ہے۔ خیر اور شر کا وجود کبھی ہمیشہ کے لیے ختم نہیں ہو سکتا۔

یہ کشمکش جاری رہتی ہے' اِنسان کے اندر اور اِس سے باہر۔ خیر طلبی' اللہ کی مہربانی ہے اور شر ہمارے نفس کی تمنّا۔ ہم اپنے اِرادوں کو احکامِ الٰہی کے تابع کر دیں تو یہ کشمکش ختم ہو جاتی ہے یا کم اَز کم ہو جاتی ہے۔ خدا ہمیں اپنے نفس کے شر سے بچائے۔ (آمین)

#####

آرزو کا پیدا ہونا فطری بات ہے۔ اِنسانوں میں آرزوئیں پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں۔

کوئی آرزو' شکستِ آرزو تک سفر کرتی ہے۔ کوئی آرزو' اِنسان کو بے نیازِ آرزو کر دیتی ہے۔ کوئی آرزو' اُسے کو بکو پھراتی ہے۔ کوئی آرزو' اُس کو اپنی ذات کے رُوبرو لاتی ہے اور کبھی کوئی آرزو' اُسے خوش قسمتی سے سُرخرو کر دیتی ہے۔ کون سی آرزو کیا کرتی ہے' اِس کا علم اِنسان کو ہونا چاہیے، ورنہ آرزو' جِگر کا لہو بن کر خون کا آنسو بنے گی۔

#####

جو لوگ اللہ کی تلاش میں نکلتے ہیں' وہ اِنسان تک ہی پہنچتے ہیں۔



WWW.KUTUBMELA.COM

اللہ والے اِنسان ہی تو ہوتے ہیں۔

#####

سب سے بڑا بد قسمت اِنسان وہ ہے ' جو غریب ہو کر سنگدل رہے۔

#####

حضورِ اکرم ﷺ کو کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ ہم پر فرض ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا اندازِ رحمت سب مخلوق تک پہنچائیں ' اِسلام خود ہی پہنچ جائے گا۔ دُنیا کو جب رات کی تاریکی کے بعد روشنی میسّر آتی ہے تو اُس کی نظریں خود بخود سورج کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔

سورج کا دِین روشنی ہے ' اپنے آپ کو منوانا نہیں۔

#####

اللہ کی کتاب میں غور کرو۔ ایمان والوں کو دعوت ہے کہ اِس کتاب سے راہِ ہدایت حاصل کریں۔ اِس کتاب میں منفعت ہی منفعت ہے۔ جن اِداروں نے اللہ کی کتاب کو چھاپ کر بیچا ہے ' اُن سے کوئی اللہ والا ' اللہ کے نام کی رائلٹی مانگے۔ اِتنی رائلٹی ہو گی کہ آئندہ قوم کو پڑھنے کے لیے قرآنِ پاک مفت ملے گا۔ سونے چاندی کی تاروں میں لکھے ہوئے قرآن سے بہتر ہے ' وہ قرآن جو ایک غریب

نابینا بچّے کے دِل میں محفوظ ہے۔ قرآن کے ماڈلوں پر خرچ کرنے کی بجائے' قرآن پڑھنے والے اور پڑھانے والے اِداروں کی مدد کی جائے۔

اپنے ماتحتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک یہی ہے کہ اُنہیں ماتحت نہ سمجھو۔ وہ اِنسان ہیں' اُسی طرح زندہ جیسے آپ۔ اُن کے جذبات و اِحساسات اور اُن کی ضروریات کا خیال رکھا کرو' اللہ راضی رہے گا۔ جو سلوک اللہ سے چاہتے ہو' اپنے ماتحت کے ساتھ کرو۔ ماتحت بھی آزمائش ہے اور افسر بھی آزمائش۔ چھوٹا' چھوٹا نہ رہا تو بڑا' بڑا نہ رہے گا، اِنسان نظر آئیں گے۔

#####

ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اور ہر وقت کے لیے ایک کام ہوتا ہے۔

بے وقت کی نماز بھی نماز نہیں کہلائی جا سکتی۔ حج کے ایّام ہیں۔ صیّام کا مہینہ ہے۔ نیند کا وقت ہے۔ تلاشِ رِزق کا وقت ہے۔ تعلیم کا زمانہ ہے۔ عِلم کا دَور الگ ہے، خواہش کے زمانے اور ہیں۔ فتوحات کے ایّام اور ہوتے ہیں۔ شکست کی گھڑی اور ہے۔ عمل کا میدان اور ہے۔

جزا سزا کا وقت الگ مقرر کر رکھا ہے۔ نہ خوشی مستقل ہے' نہ غم ہمیشہ رہ سکتا ہے۔ ہر کام اپنے مقررہ وقت پر حَسین و موزوں لگتا ہے' ورنہ بے زیب و بد نُما!! عِلم و عمل کے زمانے پہچاننے چاہئیں۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

اچھا ڈرائیور وہی ہے ‘جو زیادہ ہارن نہ بجائے اور بار بار بریک اِستعمال نہ کرے۔ہارن دُوسروں کو ڈرانے کے لیے ہے اور بریک اپنے لیے برداشت۔اِسی طرح اچھی زندگی وہی ہے‘ جو دُوسروں کو نہ خوفزدہ کرے اور نہ زیادہ برداشت۔دُوسروں پر اپنی پسند مُسلّط کرنے کے لیے اُنہیں ڈرایا جاتا ہے اور دُوسروں کی ناپسندیدہ بات کو برداشت کیا جاتا ہے۔

اپنی پسند اپنے تک رکھو۔ دُوسروں کی پسند اُن تک رہنے دو۔اُسے نا پسند نہ کرو۔زندگی کا سفر اچھا کٹ جائے گا۔جس نے دُوسروں کو پسند کیا ‘وہ ضرور پسند کیا گیا۔جس نے دُوسروں کی بھلائی چاہی‘اُس کا ضرور بھلا چاہا جائے گا۔الغرض‘ دُوسروں سے نیکی ‘اپنے ساتھ نیکی ہے۔ دُوسروں سے بدی ‘اپنے ساتھ بدی ہے۔دُوسروں سے نیکی ‘ہماری فلاح ہے۔دُوسروں سے بدی ‘ہماری عاقبت کی خرابی ہے۔

#####

خالق کا گلِہ مخلوق کے سامنے نہ کرو اور مخلوق کا شِکوہ خالق کے سامنے نہ کرو ...
...سکون مِل جائے گا۔

#####

دِین و دُنیا... جس شخص کے بیوی بچّے اُس پر راضی ہیں' اُس کی دُنیا کامیاب ہے اور جس کے ماں باپ اُس پر خوش ہیں' اُس کا دِین کامیاب۔

#####

جو سچّا نہیں' وہ کسی "سچّے" کا اِنتظار نہیں کر سکتا۔

#####

ہم ایک عظیم قوم بن سکتے ہیں' اگر ہم معاف کرنا اور معافی مانگنا شروع کر دیں۔

#####

سب سے بڑی قوت' قوتِ برداشت ہے۔

#####

اللہ کے راز اللہ ہی جانتا ہے۔ اللہ کی باتیں اللہ جانے یا' اللہ کا حبیب ﷺ جانے۔ ہم مُشیّتِ اِلٰہی کو نہیں سمجھ سکتے بلکہ ہم تو اپنی مُشیّت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ موسیٰ علیہ السّلام نہ سمجھ سکے کہ اُن کا ساتھی کیا کر رہا ہے۔ کشتی کیوں توڑی گئی، بچہ کیوں قتل ہوا، دیوارِ یتیم کیوں مرمت کی گئی...... ایک پیغمبر علیہ السّلام کو سمجھ نہ آ سکی۔

یعقوب علیہ السّلام کو یہ پتا نہ چل سکا کہ اُن کا جدا ہونے والا بیٹا کس حال میں ہے۔ یہ اللہ کے کام ہیں۔ اللہ نہ چاہے تو کون جان سکتا ہے۔ اللہ کو ماننا چاہیے' اللہ کو جاننا مشکل ہے۔ ہمارے ذِمّے تسلیم ہے' تحقیق نہیں۔ تحقیق دُنیا کی کرو اور



WWW.KUTUBMELA.COM

تسلیم اللہ کی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دُنیا کو تسلیم کر لیں اور اللہ کی تحقیق کرنا شروع کر دیں۔

#####

جو اِنسان اپنی وفا کا ذکر کرتا ہے' وہ اصل میں دُوسرے کی بے وفائی کا ذِکر کر رہا ہوتا ہے...... وفا تو ہوتی ہی بے وفا سے ہے۔

#####

کچھ لوگ زندگی میں مُردہ ہوتے ہیں اور کچھ مَرنے کے بعد بھی زندہ۔

#####

ترقی کے لیے محنت و مجاہدہ ضروری ہے' لیکن یہ نہ بھولنا چاہیے کہ مجاہدہ ایک گدھے کو گھوڑا نہیں بنا سکتا۔

#####

یہ اللہ کا بڑا اِحسان ہے کہ اِنسانوں کی دُنیا میں غیر اِنسانی مخلوق' جِن، فرشتہ وغیرہ' غیر اِنسانی شکل میں نہیں آسکتے۔

#####

محبت سے دیکھو تو گلاب میں رنگ مِلے گا، خوشبو مِلے گی۔ نفرت سے دیکھو تو خار نگاہوں میں کھٹکیں گے۔

#####

دُور سے آنے والی آواز بھی اندھیرے میں روشنی کا کام دیتی ہے۔

#####

ولیوں کی صحبت میں رہو...... سکون مِل جائے گا۔

#####

فرض اور شوق یکجا کر دو...... سکون مِل جائے گا۔

#####

ہوسِ زَر اور لذتِ وجود چھوڑ دی جائے' تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

#####

کسی کا سکون برباد نہ کرو...... سکون مِل جائے گا۔

#####

دل سے کدورت نکال دو...... سکون مِل جائے گا۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

حقیقت کا متلاشی ' حقیقت کی تلاش میں کسی نہ کسی ذریعے کو لے کر نِکلتا ہے، مثلاً اُس نے کہیں سے پڑھ لیا کہ حقیقت ایسے ہے' تو وہ اُس خیال کے مطابق نکلا ہے اور جب اُس کو ویسی حقیقت ملے تو وہ اُس خیال کی روشنی میں اُسے پہچانے گا۔

گویا پہچان کا معیار متلاشی کے اپنے پاس ہوتا ہے اور اِس معیار کے مطابق اُس نے اُس حقیقت کو دیکھنا ہے۔ ہم اگر آنکھ کو ذریعۂ پہچان مان لیں تو حقیقت کسی نظارے کی شکل میں سامنے آئے گی' کسی چہرے کے رُوپ میں آئے گی۔ اگر ہم صرف کان لے کر نکلیں تو حقیقت نغمہ ہے۔ اگر دِل کے ہمراہ چلیں تو حقیقت دِلبری ہے۔ اگر ذہن کے ذریعے چلیں تو حقیقت حیرت ہے۔

اگر ہم سائل بن کر چلیں تو حقیقت سخاوت کے رُوپ میں سامنے آئے گی۔ اگر ہم سخی ہو کر نکلیں تو حقیقت سائلوں میں ہو گی۔ الغرض متلاشی جس رنگ سے نکلے گا' تلاش وہی رنگ اختیار کر لے گی' اور ہر رنگ حقیقت کا رنگ ہے کیونکہ اِس کائنات میں کوئی چیز باطل نہیں۔

#####

جس نے ماں باپ کا اَدب کیا' اُس کی اولاد مؤدب ہو گی... نہیں تو نہیں۔

#####

آخرت کا سفر دُنیا سے ہی شروع ہوتا ہے اور اللہ سے تعلق اِنسانوں کے ذریعے بنتا ہے۔

ہم گناہ اِنسان کے ساتھ کرتے ہیں، جو نیکی کرنی ہے 'اِنسان کے ساتھ، سخاوت اِنسان کے ساتھ، رحم اِنسان کے ساتھ، سلوک اِنسان کے ساتھ، محبت و نفرت اِنسان کے ساتھ۔ احکامِ اِلٰہی 'اِنسانوں کے ساتھ عمل میں آئیں گے۔ نماز اِنسانوں کے ساتھ مل کر پڑھنی ہے۔ جہاد اِنسانوں کے ہمراہ 'اِنسانوں کے خلاف۔ اُمّت اِنسانوں کا اجتماع ہے، قوم اِنسانوں کی وَحدت ہے۔

اِنسان کسی مقام پر تنہا نہیں۔ تنہائی میں اِنسانوں کی یادیں ہیں۔ محفل میں اِنسانوں کے چہرے۔ بازاروں میں اِنسانوں کی بِھیڑ۔ ذِکر و فِکر کی مجالس اِنسانوں کے ساتھ۔ حتیٰ کہ جنازہ بھی اِنسانوں کے ہمراہ۔ نمازِ جنازہ بھی اِنسانوں کا گروہ... اگر کوئی اِنسان تنہا عبادت میں مصروف ہو جائے 'تو کچھ ہی عرصے بعد اُس کے گِرد ہجوم اکٹھا ہو جائے گا۔

مسجد بن جائے گی۔ خانقاہ بن جائے گی۔ لنگر خانے کھل جائیں گے اور تنہائیوں میں رہنے والا میرِ مجلس بن کر رہ جائے گا۔ زِندگی اِظہارِ ذات ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارا اعمال نامہ کیا ہے ...ہمارے گِرد و پیش کے اِنسانوں سے تعلقات کا نتیجہ !!ماں باپ کی خدمت نیکی ہے۔ محتاجوں کی خدمت نیکی ہے۔ وفا



WWW.KUTUBMELA.COM

نیکی ہے اور اِسی طرح اِس کے بر عکس بدی۔ نیند میں اِنسان تنہا ہو تا ہے' وہاں بھی "تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ"۔

نیند میں نیکی سے محروم ہو تا ہے اور نیند میں اِنسان بدی سے بچ جاتا ہے۔ اِنسان کا ہر عمل دُوسرے اِنسان سے متعلق ہے۔ ذاتی عمل صرف ایک ہے اور وہ ایک سجدہ ہے۔ ساری نماز میں ہم لوگوں کا ذِکر کرتے ہیں' اِس لیے محویت نہیں حاصل ہوتی۔ مثلاً اُن لوگوں کا ذِکر جن پر اللہ کا اِنعام ہوا، اُن کا' جن پر اُس کا غضب ہوا۔ گمراہ لوگوں کا ذِکر۔ مخلصین و صالحین کا ذِکر۔

حضرت ابراہیم عَلَیہِ السَّلام اور اُن کی آل کا ذِکر۔ والدین کا ذِکر۔ اولاد کا ذِکر' اور اپنے پیارے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی آلِ پاک کا ذِکر۔ یہ سب اَذکار ہیں۔ اِنسانوں کے مختلف رُوپ ہیں۔ اِن کا ذِکر اور اِسی انداز سے ذِکر' عبادت ہے۔ پس میری عبادت' اِنسانوں کے ذِکر، اِنسانوں کے تقرب، اِنسانوں سے سلوک، اُن سے رہنمائی حاصل کرنے کے اسلُوب، اُن کی کوتاہیوں، غفلتوں اور گمراہیوں سے بچنے کے آداب کا نام ہے۔ میری محویت اور تنہائی صرف "سجدہ" ہے۔ اِس لیے یہ ضروری ہے کہ سجدہ کبھی قضا نہ ہو اور اِنسانوں سے حُسنِ سلوک جاری رہے' تا کہ دِل کو سکون مل جائے۔

اپنے سکونِ قلب کا کچھ اہتمام کر

اِس خانۂ خدا سے کدورت نکال دے

#####

خوش نصیب اِنسان وہ ہے‘ جو اپنے نصیب پر خوش رہے۔

#####

اِنسان پریشان اُس وقت ہوتا ہے‘ جب اُس کے دل میں کسی بڑے مقصد کے حصول کی خواہش ہو لیکن اُس کے مطابق صلاحیت نہ ہو۔ سکون کے لیے یہ ضروری ہے کہ یا تو خواہش کم کی جائے یا صلاحیت بڑھائی جائے۔ ہر خواہش کے حصول کے لیے ایک عمل ہے۔

عمل نہ ہو تو خواہش ایک خواب ہے۔ ہم جیسی عاقبت چاہتے ہیں‘ ویسا عمل کرنا چاہیے۔ کامیابی‘ محنت والوں کے لیے، جنت‘ ایمان والوں کے لیے اور عید‘ روزہ داروں کے لیے۔

#####

ظاہر کی روشنی کی تلاش‘ آنکھ کی بینائی سے ہے اور باطن کے نور کی تلاش‘ قلبِ منور سے اور صادق کی پہچان‘ اپنی صداقت سے۔

#####

آپ کی اپنی تسلیم ہی کا نام اللہ ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

باہر کی دُنیا میں اللہ کے لاکھ مظاہر ہوں' آپ سے آپ کے اللہ کا تعلق اُتنا ہے جتنا کہ وہ آپ کی تسلیم ورضا میں ہے۔

#####

سب سے زیادہ بدقسمت اِنسان وہ ہے' جو حد درجہ غریب ہو اور خدا پر یقین نہ رکھتا ہو۔

#####

کچھ لوگ اپنے آپ کو اپنے پیشے سے بڑا سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ پیشے کو خود سے بڑا سمجھتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں نتیجہ پریشانی ہے۔

اپنے آپ کو اپنے سے بڑا سمجھنا یا اپنے سے کم تر جاننا اِنسان کو مضطرب رکھتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں یہاں ڈائریکٹری میں عُمر ضائع کر رہا ہوں' اگر میں وزیر ہوتا تو بہتر کام کر سکتا تھا۔ دوسرا اِنسان یہ کہتا ہے کہ وزیر ہونا میرے لیے مصیبت کا باعث ہے' اِس سے بہتر تھا کہ میں وکیل ہی رہتا۔ اِسی طرح لوگ حال سے بیزار رہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں' جو اپنے حال اور اپنی حالت پر مطمئن ہوں۔

#####

راہِ حق کے مسافر پر دورانِ سفر تنگی بھی آتی ہے اور کشادگی بھی۔ تنگی میں مردِ حق صبر کا سہارا لیتا ہے اور کشادگی میں شُکر کا۔ یہ سفر دریا کی طرح ہے جو پہاڑوں میں سے سِمٹ کے گزرتا ہے اور میدانوں میں پھیل کر کناروں کو سیراب کرتا ہوا آخرِ کار اپنی منزلِ مقصود یعنی بحرِ بے پایاں سے مل جاتا ہے۔ دریا بے دم ہو کر راستے میں ٹوٹتا نہیں، نہ واپس لوٹتا ہے۔

اِسی طرح مردِ حق آگاہ' ہر مقام سے نکلتا ہُوا اپنی منزلِ حقیقت سے واصل ہو جاتا ہے۔ مردانِ حق 'راہ کی دُشواری سے مایوس نہیں ہوتے۔ فقیر ہر تکلیف کو برداشت کرتا ہے' اِس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ جس نے عزمِ سفر عطا کیا ہے' اُسی نے تکلیف بھی بھیجی ہے اور وہی منزل تک پہنچانے والا ہے۔

#####

ہر فرد کے دِل میں قوم کی خدمت کا جذبہ ہونا چاہیے، جذبہ نیت سے ہے، نِیت ایک علم ہے' اور علم کے لیے ایک عمل ہے۔

عمل کے لیے میدانِ عمل ہے' اور میدانِ عمل میں شریکِ عمل نیک نِیّت لوگ ہوں تو انجامِ عمل صحیح ہو گا۔ ہم سفر' ہم خیال نہ ہوں تو کامیابی نہ ہو گی۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

اپنے ماحول پر گہری نظر رکھیں اور اِس کا بغور مطالعہ کریں۔ غور کریں کہ آپ کے بیوی بچے، ماں باپ، بہن بھائی، عزیز و اقارب، دوست یار' آپ کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں۔ لوگ آپ کے سامنے آپ کو کیا کہتے ہیں۔

آپ کی عدم موجودگی میں آپ کا تذکرہ کس انداز میں کرتے ہیں۔ کبھی کبھی خاموشی سے اپنے گھر کے دروازے کے سامنے سے اجنبی ہو کر گزر جائیں اور سوچیں کہ اِس گھر میں آپ کب تک ہیں۔ وہ وقت دُور نہیں' جب یہ گھر تو ہو گا مگر آپ نہیں ہوں گے۔ اُس وقت اِس گھر میں کیا ہو گا؟ آپ کا تذکرہ ہو گا... کس انداز سے؟

#####

اگر اللہ کے محبوب ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا' اور اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو صرف اللہ ہوتا' اور صرف اللہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

حاصِل یہ کہ ہمیں اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے مقامات پر بحث نہ کرنی چاہیے۔ اللہ کا مقام' اللہ کا حبیب ﷺ جانے اور حبیب ﷺ کا مقام' اللہ جانے۔

#####

جس طرح وِصال اور فراق دونوں محبوب کی عطا ہیں‘اُسی طرح دن اور رات دونوں ہی سورج کے رُوپ ہیں۔

#####

نماز پڑھنے کا حکم نہیں‘نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔نماز اُس وقت قائم ہوتی ہے جب اِنفرادی اور اِجتماعی زندگی‘تابعِ فرمانِ الٰہی ہو۔

ضروری ہے کہ مِلّتِ اِسلامیہ ایک انداز اور ایک رُخ میں اللہ کے حکم کے مطابق سفر کرے۔مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ جِس طرح حالتِ نماز میں اپنے آپ کو خدا کے سامنے سمجھتا ہے‘اُسی طرح نماز کے بعد بھی خدا کے رُوبرو رہے اور اُس کا کوئی عمل ایسا نہ ہو‘ جو مِلّی مفاد کے خلاف ہو۔اُولی الاَمر کا فرض ہے کہ نماز قائم کرائے۔

#####

تسلیم کے بعد تحقیق گمراہ کر دیتی ہے۔

#####

بدی کی تلاش ہو‘ تو اپنے اندر جھانکو۔

نیکی کی تمنا ہو‘ تو دُوسروں میں ڈھونڈو۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

غریب وہ ہے، جس کا حاصل اُس کی آرزو سے کم ہو۔ جِس کی آرزو حاصل سے کم ہو، وہ امیر ہے۔ یا یوں کہ غریب وہ ہے کہ جِس کا خرچ، اُس کی آمدن سے زیادہ ہو۔ امیر وہ ہے جِس کی آمدن، خرچ سے زیادہ۔ غریب اگر اپنی آرزو اور خرچ کم کر دے تو آسودہ ہو جائے گا۔

اگر اپنے سے امیر لوگوں سے مقابلہ کرے گا تو کبھی آسودہ نہ ہو گا۔ پستیوں کی طرف دیکھو، آپ بلند نظر آؤ گے۔ بلندی کی طرف دیکھو تو پست۔ پس امیری غریبی، بلندی پستی، اِحساس ہے۔ اپنے اِحساس کی اِصلاح کریں۔

#####

خیال بدل سکتا ہے لیکن اَمر نہیں ٹل سکتا۔

#####

محب اور محبوب کی الگ الگ تعریف مشکل ہے۔ محبت کے رِشتے سے دونوں، دونوں ہیں۔

کسی کی کسی پر فوقیت کا بیان نہیں ہو سکتا۔ مقامِ محبوب، مقامِ محب سے کم تر یا برتر نہیں کہا جا سکتا۔ ایک کی ہستی، دُوسرے کے دَم سے ہے۔ دُنیاوی رِشتوں میں محب اور محبوب کا تقابل ناممکن ہے۔ حقیقت کی دُنیا میں تو اور بھی ناممکن۔ اللہ کو اپنے محبوب ﷺ سے کتنی محبت ہے کہ اُسے باعثِ تخلیقِ کائنات فرما دیا۔ اللہ

اپنے فرشتوں کے ہمراہ اپنے محبوب ﷺ پر دُرود بھیجتا ہے، اُس کے ذِکر کو بلند کرتا ہے، اُس کی شان بیان فرماتا ہے اور محبوب ﷺ اپنے اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اُس کی تسبیح بیان فرماتے ہیں، اُس کے لیے زِندگی اور زِندگی کے مشاغل وَقف فرماتے ہیں۔

#####

جب تک لوبھ موجود ہے 'خوف ضرور موجود رہے گا۔ جو لوبھ سے آزاد ہو گیا' خوف سے مبرّا ہو گیا۔ زندگی سے محبت 'موت کا خوف پیدا کرتی ہے۔ مقصد کی محبت' موت کے خوف سے آزاد کر دیتی ہے۔

#####

گناہ 'دِینی حکم کے خلاف عمل کا نام ہے۔ جُرم 'حکومت کے حکم کے خلاف عمل کا نام ہے۔ گناہ کی سزا اللہ دیتا ہے اور جُرم کی سزا حکومت۔

گناہ سے توبہ کر لی جائے تو اُس کی سزا نہیں ہوتی، لیکن جُرم کی معافی نہیں ہوتی۔ گناہ کی سزا آخرت میں ' اور جُرم کی سزا اِسی دُنیا میں ہے۔ گناہوں کی سزا وہ حکومت دے سکتی ہے' جو حکومتِ اِلٰہیہ ہو۔ اگر توبہ کے بعد پھر گناہ سرزد ہو جائے تو پھر توبہ کر لینی چاہیے۔ مطلب یہ کہ اگر موت آئے تو حالتِ گناہ میں نہ آئے بلکہ حالتِ توبہ میں آئے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

توبہ منظور ہو جائے تو وہ گناہ کبھی سَر زد نہیں ہوتا اور نہ اُس گناہ کی یاد باقی رہتی ہے۔

سچّی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے نوزائیدہ بچّہ، معصوم۔

#####

جِس سفر کا انجام کامیابی ہے، اُس سارے سفر کو ہی کامیابی کہنا چاہیے۔

#####

ہماری خوشیاں ہی رُخصت ہو کر ہمیں غم دے جاتی ہیں۔ جتنی بڑی خوشی، اُتنا بڑا غم۔ غم، خوشی کے چھِن جانے کا نام ہے۔

#####

کامیابی اور ناکامی اِتنی اہم نہیں جتنا کہ اِنتخابِ مقصد۔

نیک مقصد کے سفر میں ناکام ہونے والا بُرے مقصد میں کامیاب ہونے والے سے بدرجہا بہتر ہے۔ ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اُس کی زندگی ناکام ہو۔

#####

اِنسانی حدبندیاں اور پیش بندیاں ' فطرت کے کام میں رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتیں۔

#####

جھوٹا آدمی "کلامِ اِلٰہی بھی بیان کرے تو اثر نہ ہو گا۔ صداقت بیان کرنے کے لیے صادق کی زبان چاہیے...بلکہ صادق کی بات ہی صداقت ہے۔ جتنا بڑا صادق 'اُتنی بڑی صداقت۔

کتابِ فطرت کا مطالعہ کریں... غور سے...فِکر کے ساتھ۔ مشرق سے نکلنے والا سورج کتنے عظیم اِنقلاب کا پیغام لاتا ہے۔ سنّاٹے گونجنے لگتے ہیں۔ تاریکیاں چھُپ جاتی ہیں۔ رنگ رنگ کے پھُول کھِلتے ہیں۔ تازہ ہوا کے جھونکے ، پرندوں کے چہچہے 'اور سب سے بڑھ کر یہ عظیم شاہکار 'یعنی اِنسان خواب سے بیدار ہوتا ہے۔ پھر وہی دُنیا، وہی رونق، زندگی کے زمزمے، موت کے مناظر، محبت، نفرت ' ہر طرف کچھ نہ کچھ ہونے لگتا ہے۔

ایک عظیم پیغام ' بیداری کا، عمل کا، حصولِ معاش کا، چیونٹی سے لے کر شاہین تک، لومڑی سے شیر تک، غریب سے اَمیر تک ' سب مصروفِ عمل ہیں۔ کوئی گھر کو آ رہا ہے 'کوئی گھر سے جا رہا ہے۔ مور ناچتے ہیں، بُلبلیں نغمہ سرا 'اور خوشبوؤں سے یہ کائنات معطر ہوتی ہے۔ یہ سب فطرت کے جلوے ہیں۔


WWW.KUTUBMELA.COM

آپ فطرت کی رنگینیوں سے فاطرِ مُطلق کے حُسنِ تخلیق کو دیکھیں۔مالک کی منشا کو پہچانیں۔

آنکھوں کو بینائی عطا فرمانے والا‘خود رنگوں میں جلوہ گر ہے۔سماعت دینے والا‘ نغمہ سَرا کے راگ میں ہے۔پرندوں کو خالی پیٹ اور خالی جیب آشیانوں سے باہر لانے والا‘اُن کی خوراک کا اِنتظام کر چکا ہے۔شیروں کی خوراک کو زندگی دے کر محفوظ کیا۔شاہین کی خوراک ہوا میں اُڑتی ہے۔ گِدھ کی خوراک مُردار کر دی گئی۔نگاہوں کو جلووں کی خوراک عطا کی،سماعت کو نغمات کی،دِل کو اِحساس کی۔

خالق نے فطرت میں تخلیق کے کرشمے دِکھا دیے۔غور کریں،کیا کیا نہیں ہو رہا‘آپ کی چند روزہ زندگی کو مصروفِ نظارہ کرنے کے لیے۔نعمت سے مُنعم کا خیال کرو،فطرت سے فاطر کا،تخلیق سے خالق کا،ذِکر سے مذکور کا...اپنا خیال بھی اہم ہے لیکن سب سے اہم اُس کا خیال ہے‘ جس نے تجھے صاحبِ خیال بنایا۔

#####

اِنسان کا ذوقِ سفر اُس کا آدھا راہنما ہے۔

یا یوں کہ:

”ذوقِ سفر نہ ہو تو کوئی رَہنُما نہیں۔“

#####

ہمارے بعد دُنیا ویسی ہی قائم و دائم رہے گی، جیسی ہمارے آنے سے پہلے تھی۔

#####

اللہ تعالیٰ نے حقائق کی جتنی وضاحت فرمادی ہے، وہ بندے کی ہدایت کے لیے کافی ہے۔ زیادہ وضاحتوں کی خواہش سے گُمراہی میں مبتلا ہونے کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ اللہ کریم سے یہ پوچھنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے کہ اُس نے ایسا کیوں کیا اور ویسے کیوں نہیں کیا، بلکہ اِس کے برعکس ہمیں تیار رہنا چاہیے کہ اللہ ہم سے پوچھے گا کہ ہم نے ایسا کیوں کیا اور ویسے کیوں نہیں کیا۔

#####

حکومت نااہل ہو سکتی ہے، غیر مخلص نہیں ہو سکتی۔ مُلک سے مخلص ہونا حکومت کی ذمہ داری بھی ہے اور ضرورت بھی۔ مُلک سلامت رہے گا تو حکومت قائم رہ سکتی ہے۔ اِس لیے حکومت ہمیشہ ہی مخلص ہوتی ہے۔ حزبِ اختلاف، حکومت کو غیر مخلص کہتا ہے اور حکومت، اپنے مخالفوں کو وطن دُشمن کہتی ہے۔ جو اِنسان دس سال سے زیادہ عرصے سے مُلک میں رہ رہا ہو، وہ مُلک دشمن نہیں ہو سکتا۔

جس کے ماں باپ کی قبر اِس مُلک میں ہے، وہ غدار نہیں ہو سکتا۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

اپنی دُعاؤں میں اللہ کریم کو راہ نہ سمجھایا کریں کہ اُسے یوں کرنا چاہیے، ایسے نہ کرنا چاہیے۔اِس قوم پر رحم کرنا چاہیے،فلاں پر غضب اور فلاں کو تباہ کرنا چاہیے۔کچھ لوگ اپنے آپ کو اللہ کا ایڈوائزر سمجھتے ہیں اور اُسے کہتے رہتے ہیں: یہاں فضل کرو۔یہاں تباہی کا گولہ پھینکو۔

اِس کو نیست و نابود کر دو۔مجھے اور میری اولاد کو ہمیشہ کے لیے سُلطانِ سلاطین بنا دو۔ایسا قطعاً نہیں۔اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے دُشمن کو بھی تباہ نہیں کیا۔شرارِ بُولہبی'چراغِ مصطفوی ﷺ کی ضد ہے لیکن پہچان ہے۔شیطان اللہ کا دُشمن ہے'اُس کی ضد ہے لیکن پہچان ہے۔سنتُ اللہ یہ نہیں کہ اللہ اپنے دشمنوں کو زِندہ ہی نہ رہنے دے۔اللہ کا دستور کچھ ایسا ہے' جیسے نہ ماننے والوں سے کہہ رہا ہو کہ "تم نہ مانو'میں تمہاری بینائی نہیں چھِین لوں گا۔

خوراک دینا بند نہ کروں گا۔مَیں اپنے اِحسانات کرتا رہوں گا۔تم بغاوت کے بعد آخر میرے ہی پاس ہی آؤ گے'اور اُس دن تم جان لوگے کہ تم کیا کرتے رہے تھے"۔اللہ سے کسی کی تباہی نہ مانگو۔سب کی اِصلاح،سب کی خیر،سب کا بھلا مانگو۔

#####

موت زِندگی کی محافظ ہے اور زِندگی موت کو عمل ہے۔

#####

دولتِ غم کو بھی کم نہ سمجھو۔ غم کا سرمایہ' خاص عنایت ہے۔

اُس شخص پر بڑا کرم ہے جس کی رات بیدار ہو جائے، جسے آہِ سحر گاہی میسّر ہو۔ غمزدہ دِل کی دُعا قوموں کی مصیبتیں ٹالتی ہیں۔ پچھلے پہر شبِ تاریک کی گہرائیوں میں ٹپکنے والے آنسو مِلّتوں کے لیے چراغاں کرتے ہیں۔ غم ہی وہ طلسم ہے جِس سے عطار، رومی، رازی، غزالی اور اقبال پیدا ہوتے ہیں۔ غم ذاتی ہو تو بھی اُس کی تاثیر کائناتی ہوتی ہے۔ غم' کمزور اِنسان کو کھا جاتا ہے اور طاقتور آدمی کو بنا جاتا ہے۔

#####

ایک کافر اپنے کفر پر نازاں پھِرتا ہے' ایک مومن اپنے ایمان پر کیوں فخر نہیں کرتا!!

#####

پھُول کی ایک دِن کی زِندگی' کیکر کی کئی سال کی زِندگی سے بہتر ہے۔

#####

اللہ کریم کا اِرشاد ہے: ”میری رَحمت میرے غضب سے وسیع تَر ہے۔“ اِس اِرشادِ باری تعالیٰ کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے جب کہ لامحدود کی ہر صفت لامحدود ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

ایک لا محدود ٗدُوسرے لا محدود سے کم ہو جائے تو وہ کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اللہ کا غضب ٗغضب کے طور پر نہیں۔ اللہ صرف انصاف کرنے لگ جائے تو غضب ہو گا۔ مطلب یہ کہ اُس کی رحمت ٗ انصاف سے وسیع تَر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر ہمیں ہمارے اعمال کے مطابق ہی عبرت مِلے تو ہماری فلاح مخدوش ہے۔ہم تو رحمت ہی کے سہارے بچ سکتے ہیں بلکہ رحمتہ اللّعلمین ﷺ کا سہارا ہمارے لیے نجات کی راہ ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ اللہ سے اپنے اعمال کے حوالہ سے اِنصاف نہ مانگنا چاہیے۔اُس سے صرف رحم کی تمنّا کی جائے۔شفاعت رحمت ہے اور انصاف غضب ،اور رحمت ٗغضب پر حاوی ہے۔

#####

زندگی آمدن اور خرچ کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔اِس میں چہرے بھی ہیں اور نگاہیں بھی۔

#####

ہر علم کے برعکس ایک علم ہے۔اپنے علم کو مخالف علوم کی زَد سے بچانے کا علم بھی آنا چاہیے۔

چراغ جلانا آسان ہے ،اُسے آندھیوں سے بچانا ضروری بھی ہے اور مشکل بھی۔ ہر خواہش کے برعکس ایک خواہش موجود رہتی ہے اور اِنسان کے اندر تضاد اور بے یقینی' اُسے بَروقت صحیح فیصلہ نہیں کرنے دیتی۔ خوش قسمت اِنسان صحیح فیصلہ کرتا ہے اور صحیح قدم' صحیح وقت پر اُٹھاتا ہے۔ نتیجہ اللہ کے سپرد کرتا ہے۔

#####

معاف کر دینے والے کے سامنے گناہ کی کیا اہمیت؟

عطا کے سامنے خطا کا کیا ذِکر؟

#####

ہم ایک سماج میں زندگی بسر کرتے ہیں'

لیکن ہم فرداً فرداً اللہ کے ہاں جواب دہ ہیں۔

#####

ہر اِنسان کا رِزق اُس کے وجود کے کسی حصّے میں محفوظ ہے۔اُس حصّے کا تحفظ کرو، مثلاً لکھنے والوں کا رِزق' ذہن اور یادداشت میں ہے، قلم میں ہے۔بولنے والوں کا زبان میں، گانے والوں کا گلے کے سوز میں، حتیٰ کہ کچھ لوگوں کا رِزق صرف چہرے میں ہے۔کچھ لوگوں کا رِزق قوتِ بازو میں، کسی کا رِزق مکاری



WWW.KUTUBMELA.COM

میں، کسی کا رِزق ایمان میں، کسی کا بے ایمانی میں، کسی کا رِزق اُس کے اپاہج ہونے میں ہے۔

معصوم بچوں کا رِزق اُن کی اپنی معصومیت میں ہے۔ کئی مُلکوں میں جِنسیات بھی معاشیات کا حصہ ہے۔ غرضیکہ اِنسان اپنے وجود کے کسی حصّے کے ذریعہ اپنے پیٹ کی خدمت کرتا ہے۔ سفر پر خرچ کرنے والے سفر ناموں سے رِزق وصول کر لیتے ہیں۔ بڑے بڑے آستانوں پر لنگر پکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے' یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟

ایک دوست دُوسرے سے بولا "تم نے وہ کہانی سُنی ہوئی ہے؟ "

دوست نے جواب دیا "نہیں' میں نے دُوسری کہانی سُنی ہوئی ہے"۔

#####

موت سے زیادہ خوفناک شے موت کا ڈر ہے۔

#####

اُس چیز کا ذِکر نہ کرو' جس کو دیکھا نہیں اور اُس کا بھی کیا تذکرہ جو کسی کو دِکھلائی نہ جا سکے۔

#####

زمین پر ہی مشرق و مغرب ہیں۔ آسمان پر مشارق و مغارب نہیں ہیں۔

آسمان بے جہت و بے سمت ہے۔

#####

خطرات کے باوجود زِندگی وقت سے پہلے نہیں ختم ہو سکتی اور اِحتیاط کے باوجود زِندگی وقت کے بعد قائم نہیں رہ سکتی۔

#####

آنکھ نہ ہو تو نظارے کا کیا قصور؟ حضوریٔ قلب نہ ہو تو قربِ حقیقت کا کیا مطلب؟ تمنّائے سفر نہ ہو تو جزائے سفر کیا؟ دِل مومن نہ ہو تو زبان کا کلمہ کس کام؟ منزل کا فیض ہی آمادۂ سفر کرتا ہے۔

جس چیز کی آرزو ہے' وہی چیز حاصلِ آرزو ہے اور وہی خالقِ آرزو ہے۔ یعنی آرزو ہی حاصلِ آرزو ہے۔ حقیقت کے سفر میں اِرادہ بھی حقیقت ہے اور سفر بھی حقیقت۔

#####

آسمانوں پر نگاہ ضرور رکھو' لیکن یہ نہ بھُولو کہ پاؤں زمین پر ہی رکھے جاتے ہیں۔

#####

بے اعتدالی کی اِس سے بڑی کیا سزا ہو سکتی ہے کہ اِنسان کو خوراک کی بجائے دوا کھانا پڑے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

اُس کی عطاؤں پر اَلحمد اللہ اور اپنی خطاؤں پر اَستغفر اللہ کرتے ہی رہنا چاہیے۔

#####

دو اِنسانوں کے مابین ایسے الفاظ...جو سُننے والا سمجھے کہ سچ ہے اور کہنے والا جانتا ہو کہ جھوٹ ہے...خوشامد کہلاتے ہیں۔

#####

بے رنگ زمین میں ' بے رنگ بیج اور بے رنگ پانی سے رنگ کیسے پیدا ہو گئے ؟

#####

تسلیم کے بعد اَمر کا مُنکر ' شیطان ہے۔

#####

مسلمان کے لیے اہلِ قرآن ہونا ہی کافی نہیں۔حاملِ قرآنِ مُبین ﷺ کے ساتھ نسبت کا مضبوط ہونا بہت ہی ضروری ہے۔قرآن کا اصول ' حضور ﷺ کی زِندگی ہے 'یا یہ کہ حضور ﷺ کی زِندگی اور قرآن کے اصولِ زِندگی میں فرق نہیں۔یہاں تک کہ نزولِ قرآن سے پہلے بھی حضورِ اکرم ﷺ کی زِندگی اصولِ قرآن کے مطابق تھی۔

#####

ہماری زندگی کا سب سے بڑا حادثہ یہی ہے کہ ہم کثیر المقاصد ہیں۔

آج کا اِنسان بیک وقت ہزارہا کام کرتا ہے اور کرنا چاہتا ہے۔ کثیر وابستگیوں نے اِنسان کو مستقل مزاج نہیں رہنا دیا۔ آج کا آدمی کمپیوٹر کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مشینی عمل سے مسلسل گزرنے والا اِنسان مشین کا حصہ بن گیا ہے۔ جذبات سے محروم، نا آشنا... نہ محبت سے آشنا، نہ وفا سے باخبر۔ نہ غم سے گزرتا ہے، نہ خوشی کو جانتا ہے۔ آج کی ٹریجڈی یہی ہے کہ آج کوئی ٹریجڈی نہیں۔

سانحہ مَر چُکا ہے۔ آج کی زِندگی میں نہ مرثیہ ہے' نہ قصیدہ۔ اِنسان کئی زِندگیاں گزار رہا ہے اور لازمی ہے' کئی اموات دیکھ رہا ہے۔ کثیر المقاصد زندگی ہی بے مقصد زندگی ہو کر رہ جاتی ہے۔ سب کا دوست کسی کا دوست نہیں۔ ہر ایک سے بے تعلق' اپنی ذات سے بھی لاتعلق ہو کر رہ گیا ہے۔ صرف شکل اِنسان کی قائم ہے' صفات سب بدل چکی ہیں۔ اِنسان کو کیا ہو گیا ہے؟ صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ اِنسان جو تھا' وہ نہیں ہے۔

شاید کسی حادثے میں اِنسان مر چُکا ہے اور اَب اُس کا بھوت زِندہ ہے۔

#####

جب تک آنکھ میں آنسو ہیں' اِنسان خدا کا تصور ترک نہیں کر سکتا۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

منافقت اِنسان کو اللہ کے قرب سے محروم کر دیتی ہے۔ منافق وہ شخص بھی ہے، جو اِسلام سے پیار کرے اور مسلمانوں سے دُشمنی۔ منافق وہ بھی ہے جس کے ظاہر باطن میں فرق ہو، خلوت جلوت میں فرق ہو۔

جس کی باتیں سچی ہوں اور وعدے جھوٹے ہوں۔ جو دُشمنوں کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کرے اور دوستوں کی ہنسی اُڑائے۔ جو محسنوں کے ساتھ وفانہ کرے۔ جو اِنسان کا شُکر نہ ادا کرے اور خدا کی تعریفیں کرے۔ جو امانت کی حفاظت نہ کر سکے۔ جس کو اپنے سے بہتر کوئی اِنسان نظر نہ آئے۔ جو اپنے دماغ کو سب سے بڑا دماغ سمجھے۔ جو یہ نہ سمجھ سکے کہ اللہ جب چاہے، مکڑی کے کمزور جالے سے بھی ایک طاقتور دلیل پیدا فرما سکتا ہے۔

#####

اللہ کریم کا اِرشاد ہے کہ ماں باپ کے سامنے اُف تک نہ کہو۔ اُن کو جھِڑکی نہ دو، اُن سے نرم اَلفاظ میں بات کرو۔ اُن کے بڑھاپے میں اُن کی ایسے خدمت کرو، جیسے بچپن میں اُنہوں نے آپ کی خدمت کی... آج یہ حکم آپ کے لیے ہے، کل یہی حکم آپ کی اَولاد کے لیے ہو گا۔

#####

ہمارا عقیدہ کچھ اور ہے اور ہماری ضرورت کچھ اور۔ خیال کسی اور محفل کا ہے اور ہماری محفل کسی اور خیال کی ہے۔

اگر ہمارا دوست ہمارا ہم عقیدہ نہیں' تو کون کس سے وفا کرے گا اور کون کس کا گلہ کرے گا۔ عقیدہ چُن لینے کے بعد اندازِ زندگی اور احباب کا انتخاب بھی ضروری ہے۔ بغیر روزہ کے افطاریاں اور روزے کے باوجود حرام شے سے افطاری 'سب گمراہی کی دلیلیں ہیں، اِسلام سے مذاق ہے۔ اِسلامی ڈرامے اور ڈرامے کا اِسلام' اللہ کا خوف چاہیے۔ نہ جانے کب کیا ہونے والا ہے !!

#####

یہ اللہ کا دعویٰ ہے کہ "وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِین"۔

اُس نے اپنے حبیب ﷺ کو جہانوں کی رحمت بنا کے بھیجا ہے۔ اِسے یاد رکھنا چاہیے۔

اگر کبھی یومِ حساب میں اپنے اعمال کی کمی کی وجہ سے اور جلالتِ کبریا سے خوف و لرزہ طاری بھی ہو' تو یہ یاد رہنا چاہیے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کا نام ہی شفاعت کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

# اب احتساب میرے گناہوں کا چھوڑیے

اب واسطہ دیا ہے تمہارے حبیب ﷺ کا



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

ہماری تمام صفات ہمیں کامیابی تک نہیں لے جاسکتیں۔

ہر اِنسان میں ایک خاص صفت موجود ہوتی ہے' جس کو اگر پروان چڑھایا جائے تو وہ اِنسان کامیاب ہو سکتا ہے' اور وہی صفت اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ کسی نے کیسے اور کسی نے کیسے کیا کیا کچھ کِیا۔کچھ لوگ صرف عبادت پر زور دیتے رہے اور کچھ لوگ صرف خدمتِ خلق پر۔کچھ حضرات راتوں کو جاگتے رہے۔کچھ درویش صرف سفر کرتے رہے۔

کسی نے شاعری کو ذریعۂ ابلاغ بنایا۔کسی نے نثر میں بات کی۔کوئی اِشاروں سے بات کرتا رہا اور کچھ لوگ مُدّت تک خاموش رہے اور اِس خاموشی میں جمالِ گفتگو پیدا کرتے رہے۔ہر آدمی' ہر کام نہیں کر سکتا۔یہ قدرت کی عطا ہے۔کوئی طالب کوئی مطلوب، کوئی اُستاد کوئی شاگرد، کوئی شیخ کوئی مُرید، کوئی منزل نُما، کوئی نشانِ راہ، کوئی سیلانی، بلکہ کوئی جہاں گشت۔

کوئی مکانی اور کوئی لامکانی، کوئی ناز، کوئی نیاز، کوئی نیازِ بے نیاز، کوئی فخرِ کون ومکاں، کوئی شہبازِ لامکاں، کوئی دستِ حق باطل شِکن، کوئی سجدۂ نیاز، کوئی صاحب الرسول، کوئی نائب الرسول، کوئی غوث الثقلین، کوئی قدوۃ السّالکین، کوئی زُبدۃ العارفین، کوئی گنج بخشِ فیض ِ عالم مظہرِ نورِ خدا، کوئی

زُہد الانبیا، کوئی محبوبِ الٰہی 'غرض یہ کہ کوئی کچھ ہے، کوئی کچھ ... ہر اِک کے انداز جُدا، عطا جُدا، طریقہ 'تعلیم جُدا۔

کہیں قوالی ہو رہی ہے، کہیں سماع کو حرام کہا جا رہا ہے۔ اصل میں سب سچ ہی کہہ رہے ہیں۔ لیکن اب پورا ہاتھی دیکھنے کا وقت ہے۔ لٰہذا بہتر یہی ہے کہ ہم کلمے کی وَحدت پر، حضورِ پُرنور ﷺ کی ذاتِ مُبارک پر مکمل ایمان رکھتے ہوئے ایک عظیم وَحدت میں اِکٹھے ہو جائیں۔ راستے کے لُطف الگ ہیں لیکن مُدّعا اور منزل ایک ہے۔ شریعت ہی واضح اور مکمل راستہ ہے۔ مِل کر سفر شروع کریں' قوم ترقی کر جائے گی۔

قرآن بھی وہی، شریعت بھی وہی، اللہ بھی وہی، اللہ کے حبیب ﷺ بھی وہی، سُورج چاند ستارے وہی، پیدائش و موت بھی وہی 'پھر زندگی وہ نہیں، سماج بدل گیا۔ غور کریں کہ کیا چیز بدل گئی ہے۔ اب سکون اور خوشی کس طرح حاصل ہو' اِس زمانے میں، اِس زمانے کے اِنسان کو، اِسی زندگی میں۔ کتابیں پڑھنے کی بات نہیں' غور کرنے کی بات ہے۔ زندگی کافرانہ تہذیب میں ڈھل رہی ہے' نتیجہ اِسلامی کیسے ممکن ہو۔

بچوں کو انگریزی سکول میں پڑھاتے ہو' اور اُن سے توقع کیا رکھتے ہو۔ تضادات کی زندگی میں سکون محال ہے۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

اِنسان کا دل توڑنے والا شخص، اللہ کی تلاش نہیں کر سکتا۔

#####

حضور ﷺ کی بات پر کسی اور بات کو فوقیت دینا ایسے ہے جیسے شِرک۔

#####

اِنسان جتنی محنت خامی چھپانے میں صَرف کرتا ہے ' اُتنی محنت میں خامی دُور کی جا سکتی ہے۔

#####

گُرو کی بات ہی گُر ہے۔ گُرو سے تعلق "علم" ہے۔ گُرو کی خوشی فلاح ہے، گُرو کی ناراضگی ...سے بچنا چاہیے۔

#####

گُرو کی بات پر ایسے یقین کرو جیسے ایک معصوم بچہ اپنے ماں باپ کی بات پر یقین کرتا ہے۔ اِس بے یقینی کے دَور میں یقین کا حاصل ہونا کرامت سے کم نہیں۔

#####

دوسروں کی خامی ' آپ کی خوبی نہیں بن سکتی۔

#####

اگر سکون چاہتے ہو' تو دُوسروں کا سکون برباد نہ کرو۔

اللہ سے معافی چاہتے ہو' تو لوگوں کو معاف کر دو۔ اللہ کا اِحسان چاہتے ہو' تو لوگوں پر اِحسان کرو۔ نجات چاہتے ہو' تو سب کی نجات مانگو۔

#####

جب آنکھ دِل بن جائے' تو دِل آنکھ بن جاتا ہے۔

#####

راہِ طریقت میں جس شخص کو اپنا راہبر، شیخ، گُرو، مرشد، پِیر یا ہادی سمجھے' اُس کے حکم کو بِلا چُون و چرا' بخوشی تسلیم کرے۔ کوئی راہ' بغیر راہبر کے طے نہیں ہوتی۔ صحبتِ شیخ' ذریعۂ علم ہے، طرزِ عمل ہے اور وسیلۂ نجات ہے۔

#####

سیفُ اللہ، یدُ اللہ، عبد اللہ، بیت اللہ، رسول اللہ، ولی اللہ، غیر اللہ، ماسِوا اللہ، حدودُ اللہ' سب کی سمجھ آتی ہے۔ وَجہُ اللّٰہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

#####

کوئی ایسی چیز اِستعمال نہ کی جائے' جس سے اِنسان کا ذہن نارمل حالت کے علاوہ ہو جائے۔ مُسکّن اور مُنشّی اشیا سے پرہیز' جسمانی اور روحانی صحت کے لیے ضروری ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

کشتی ڈوبنے لگے تو اُس میں سوار لوگوں کو خود ہی اللہ یاد آجاتا ہے۔

#####

غم، باعثِ عروج بھی ہے اور باعثِ زوال بھی۔

#####

ہم روپیہ اِس لیے کماتے ہیں کہ زندگی گزار سکیں

اور زندگی اِس لیے گزارتے ہیں کہ پیسہ کما سکیں۔

#####

حیات فی نفسہ، مقصدِ حیات نہیں۔ مقصدِ حیات تو حیاتِ جاوِداں ہے۔

#####

ہم بوجھ اُٹھائے پھرتے ہیں، دُوسروں کا... اور پھر کچھ دُور جا کر ہم سارے بوجھ اُتار پھینکتے ہیں اور خاموشی سے کسی نامعلوم دُنیا میں گُم ہو جاتے ہیں۔

#####

توبہ کے بعد گناہ کی یاد بھی گناہ ہے۔

#####

زندگی خدا سے ملی ہے‘ خدا کے لیے اِستعمال کریں۔

دولت‘ خدا سے ملی ہے‘ خدا کی راہ میں اِستعمال کریں۔

#####

طالبِ علم مُلک کے وارث ہوتے ہیں۔

#####

حُبّ ِدُنیا ظُلمت ہے، حُبّ ِآخرت نور۔ ظلمات فنا ہے، نور بقا۔ فنا سے بقا کا راستہ لینے کے لیے اللہ کا فضل مانگیں۔ اللہ کا فضل‘ اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت ہے۔

#####

جسم کے کسی حِصّے میں تکلیف ہو‘ سارے جسم میں درد ہوتا ہے، خیال کا کوئی حِصّہ زخمی ہو‘ تو تمام خیال پراگندہ ہو گا۔

اِیمان کا کوئی جُزو اگر کمزور ہوا‘ تو سارا اِیمان کمزور ہو جائے گا۔ صحت‘ مکمل جسم کی صحت کا نام ہے، اِیمان‘ مکمل اِیمان کا نام ہے۔

#####

سب سے پیارا اِنسان وہ ہوتا ہے جس کو پہلی ہی بار دیکھنے سے دِل یہ کہے: ”مَیں نے اِسے پہلی بار سے پہلے بھی دیکھا ہوا ہے۔“



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

حرام مال اِکٹھا کرنے والا اگر بخیل بھی ہے' تو اُس پر دوہرا عذاب ہے۔

#####

علم سے پہلے کا زمانہ' جہالت کا دَور کہلاتا ہے۔

#####

کسی کے اِحسان کو اَپنا حق نہ سمجھ لینا۔

#####

کائنات میں حضورِ اَکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی واحد ذات ہے جن کی خدمت میں ہدیہ ٔنعت ہمیشہ ہی پیش کیا جاتا رہا ہے۔ دُنیا میں کسی اِنسان کی کبھی اتنی تعریف نہ ہوئی ہے' نہ ہو گی ... اللہ، اللہ کے فرشتے، اللہ کے بندے سب ہی تعریف کرتے ہیں' اللہ کے حبیب ﷺ کی۔

"سُبحَانَ اللّٰہ مَا اَحسَنَک "

#####

توبہ منظور ہو جائے تو وہ گناہ دوبارہ کبھی سرزد نہیں ہو سکتا۔

#####

لطیف رُوحیں مجلس میں لطافت پیدا کرتی ہیں اور کثیف' کثافت۔

#####

اگر آرزو ہی غلط ہو تو حسرتِ آرزو' تکمیلِ آرزو سے بہت بہتر ہے۔

#####

گناہ کسی بدی کے ہو جانے کا نام ہے۔ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اِنسان اُن اِرادوں کے پورا نہ ہونے کا بھی شُکر ادا کرتا ہے' جو غلط تھے۔

#####

اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت کو زندگی اور زندگی کی ہر دُوسری محبت سے افضل جاننا چاہیے۔

#####

نعمت کا شُکر' یہ ہے کہ اُسے اُن کی خدمت میں صَرف کیا جائے'

جن کے پاس وہ نعمت نہیں۔

#####

وہ اِنسان جھوٹا ہے جو حق گوئی کے موقع پر خاموش رہے یا ایسی بات کہے جس سے اِبہام پیدا ہو۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

آسمان کے کروڑوں ستاروں کو بیک وقت دیکھنے والی آنکھ اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی۔

شَیخ ہی وہ آئینہ ہے ٗجو ہمیں ہمارے ساتھ متعارف کراتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ہم جس چیز پر آج خوش ہو رہے ہیں ٗ ہمارے لیے مصیبت کا باعث ہو ٗاور جس چیز پر آج افسوس کر رہے ہیں ٗکل ہمارے لیے یہی خوش قسمتی کا باعث ہو۔ شَیخ ٗ ہماری پسند اور ناپسند کی اِصلاح کرتا ہے اور دِین کی راہ ٗمحبت کے ذریعے ہم پر آسان فرماتا ہے۔ مُرشد ٗاِرشاد کے بغیر بھی ہماری اِصلاح کر سکتا ہے۔

#####

زِندگی میں ہمارے نام اور لباس مختلف ہوتے ہیں۔ امیر، غریب، چھوٹا، بڑا، افسر، ماتحت، ڈاکٹر، انجینئر، اُستاد، شاگرد وغیرہ ٗلیکن مرنے کے بعد ہم سب کا صرف ایک ہی نام رہ جاتا ہے: "میّت"۔

#####

اِنسان جس کیفیّت اور عقیدے میں مرے گا ٗاُسی میں دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔ دُعا کریں کہ وقتِ رُخصت کلمہ نصیب ہو۔

یہی زندگی دُنیاوی ہے، یہی دِینی اور یہی رُوحانی۔ ہمارا خیال بدل جائے' تو ہماری زِندگی کا نام ہی بدل جاتا ہے۔

#####

اِضطراب' دراصل اُس فرق کا نام ہے جو ہماری خواہشات اور ہمارے حاصل میں رہ جاتا ہے۔ ہماری توقعات جب پوری نہیں ہوتیں' ہم مضطرب ہو جاتے ہیں۔ خواہش اور توقع کی اِصلاح کرنی چاہیے۔

#####

ہم لوگ فرعون کی زندگی چاہتے ہیں اور موسیٰ عَلَیہِ السَّلام کی عاقبت۔

#####

قربِ جمال' اِنسان کا حال اور خیال بدل کے رکھ دیتا ہے۔

#####

صاحبِ حال سے تعلق' صاحبِ حال بنا دیتا ہے۔

#####

وہ شخص اللہ کو نہیں مانتا' جو اللہ کا حکم نہیں مانتا۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

اِسلام وحدۃُ المسلمین کی داستان ہے۔مسلمان اکٹھے نہ ہوئے تو دِینِ اِسلام سے خارج کردیے جائیں گے۔

مسلمانوں کا منظم اِجتماع ہی اِسلام کا عروج ہے۔

#####

اِنسان اپنی ملکیّت کی ملکیّت بن کر رہ گیا ہے۔اِنسان اپنے آپ کو محفوظ کرتے کرتے غیر محفوظ ہو جاتا ہے۔خطرہ اِنسان کے اپنے اندر ہے۔سانس اندر سے اُکھڑتی ہے۔

#####

اللہ کو راضی کرنے سے پہلے یہ ضرور تحقیق کرلیں کہ وہ ناراض ہے بھی کہ نہیں۔اُس کے ناراض ہونے کی اِطلاع دینے والے کو ضرور راضی کرو۔

#####

نیکی کا نام لینا بھی نیکی ہے۔

نیک بات سننا بھی نیکی ہے۔نیک مقام دیکھنا بھی نیکی ہے۔نیک اِنسان سے ملنا بھی نیکی ہے۔نیک لوگوں کا تذکرہ بھی نیکی ہے۔نیک خیال بھی نیکی ہے۔نیک علم بھی نیکی ہے۔نیک عمل تو خیر ' ہے ہی نیکی۔

#####

ایک نے دُوسرے سے پوچھا: ”بھائی! آپ آنے والے حالات جانتے ہیں؟“

دُوسرے نے جواب دیا: ”ابھی تو جانے والوں سے ہی فرصت نہیں ملی“۔

#####

بچہ بیمار ہو تو ماں کو دُعا مانگنے کا سلیقہ خود بخود ہی آ جاتا ہے۔

#####

شُکر کرو‘ نعمت محفوظ ہو جائے گی۔

دستر خوان کشادہ کر دو‘ رِزق بڑھ جائے گا۔

سجدہ کرو‘ تقرب ملے گا۔

عزت کرو‘ عزت ملے گی۔

صدقہ دو‘ بلا ٹل جائے گی۔

توبہ کرو‘ گناہ معاف ہو جائے گا۔

#####

مُرید کی اپنی صداقت اور عقیدت ہی اُس کو منزل تک پہنچاتی ہے۔ اگر منزل نصیب ہو گئی تو شَیخ کے کامل ہونے میں کیا شک؟ مُرید منزل تک نہ پہنچا تو شَیخ کے



WWW.KUTUBMELA.COM

کامل ہونے، نہ ہونے کا کیا تذکرہ؟ خوش نصیب مُرید شَیخ کا ہر حال میں ممنون رہتا ہے اور بد نصیب ،ہمیشہ اپنی کوتاہی کا شَیخ کو ذِمّہ دار ٹھہراتا ہے۔

#####

اچھے لوگوں کا ملنا ہی اچھے مُستقبل کی ضمانت ہے۔

#####

بہترین کلام وہی ہے، جس میں اَلفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں۔

#####

عروج اُس وقت کو کہتے ہیں جس کے بعد زوال شروع ہوتا ہے۔

#####

دریا پہاڑوں میں سے سِمٹ کر گزرتا ہے اور میدانوں میں سے پھیل کر۔ اپنے حالات کے مطابق سفر کرنا چاہیے۔اِنسان حالات سے باہر ہو جائے تو بکھر کر رہ جاتا ہے۔

سفر شرط ہے۔اندازِ سفر، حالاتِ مسافر کی نسبت سے۔

#####

جب نبی کی وراثت موروثی نہیں تو اَولیاء کی وراثت کس طرح موروثی ہو گئی؟ گدی نشینی کا تصور، غور طلب ہے۔

#####

سوچنا چاہیے کہ ایک حادث، قدیم سے کس طرح محبت کرتا ہے؟ دیکھے بغیر محبت کا کیا مفہوم ہے؟ ایک اِنسان بیک وقت بندہ اور عاشق کیسے ہو سکتا ہے؟ اِس پر غور کرنا چاہیے، اِس سے اِنکار نہیں۔

#####

اگر چھت گرنے لگے تو بھاگ جاؤ اور آسمان گرنے لگے تو ٹھہر جاؤ۔

#####

جِس خطرے کا وقت سے پہلے اِحساس ہو جائے، سمجھو کہ وہ ٹل سکتا ہے۔ اُس کے روکنے کے لیے دُعا کا ہتھیار ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن خطرات سے بچائے، جن کے قریب آنے کا ہمیں اِحساس تک نہیں۔

#####

جس پر اللہ کا رحم ہوتا ہے، اُسے وہ اپنے دَر کا سائل بنا دیتا ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

جو اللہ کے رحم سے محروم ہو' وہ دُنیاوالوں کے دَروازوں پر دستِ سوال دراز کرتا ہے۔اللہ سے دُعا کریں کہ ہم پر ایسی کوئی مصیبت نہ آئے کہ ہم اللہ سے مدد مانگنا بھول جائیں۔

#####

ایک بچّے کے پیدا ہونے اور اُس کے پروان چڑھنے میں صدیوں کی محنت و تجربہ صَرف ہوتا ہے۔اِنسان کی زِندگی کو قائم رکھنے کے لیے اللہ کریم نے چاند، سورج، ستارے، مٹی، ہوا اور پانی پیدا فرما رکھا ہے۔

چرند، پرند، نباتات و جمادات' اِنسانی زِندگی کی خدمت کے لیے مُنتظر رہتے ہیں۔اللہ کیسے کیسے دُنیا کو رِزق پہنچاتا ہے' حیران ہو کر دیکھنے والی بات ہے۔پتھر کے اندر چھُپے ہوئے کیڑے کو بھی رِزق مہیا کرتا ہے۔اگر کوئی شخص مخلوق کی تباہی مانگے تو پالنے والے اللہ کو کیسے پسند ہو سکتا ہے۔مخلوق کی بہتری مانگنے والے' اللہ کو پسند ہیں۔نوح علیہ السّلام نے اپنی اُمّت کے لیے پانی کا عذاب مانگا۔

اُن کا اپنا بیٹا بھی اُسی تباہی کی نذر کر دیا گیا۔اللہ کریم کیسے پسند فرماتے کہ تباہی مانگنے والوں کو اِحساس ہی نہ ہو کہ دُوسروں کے بیٹوں کے لیے تباہی کیسے مانگتے ہیں۔

#####

امیر کی سخاوت، اللہ کی راہ میں تقسیمِ رِزق میں ہے اور غریب کی سخاوت، تسلیمِ تقسیمِ رازق میں ہے۔وہ غریب سخی ہے،جو دُوسروں کے مال کو دیکھنا اور اُس کی تمنّا کرنا چھوڑ دے۔

#####

جس آدمی کے پاس دِین کی راہ پر چلنے کے لیے نہ وقت ہے نہ مزاج،وہ اپنی ناکامی کے بارے میں اور کیا کہہ سکتا ہے!

#####

سورج دُور ہے لیکن دُھوپ قریب۔

#####

ہمارا بدترین دُشمن وہ ہے جو دوست بَن کر زندگی میں داخل ہو، اور ہمارا بدترین دوست وہ ہے جو دُشمن بن کر جُدا ہو۔

#####

جو اِنسان حال پر مطمئن نہیں،وہ مستقبل پر بھی مطمئن نہ ہو گا۔

اِطمینان، حالات کا نام نہیں،یہ رُوح کی ایک حالت کا نام ہے۔مطمئن آدمی نہ شکایت کرتا ہے نہ تقاضا۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

زندگی کی کامیابی کا فیصلہ ‘زِندگی کے اختتام پر ہی ہو سکتا ہے۔

#####

سب سے زیادہ خطرناک دُشمن وہ اِنسان ہے ‘

جو مسافر سے ذوقِ سفر چھین لے۔

#####

غریبوں میں دولت تقسیم کر دینا نیکی ہے۔اَمیروں سے دولت چھین لینا گناہ!!

#####

ایک انداز سے دیکھا جائے تو گناہ ایک بیماری ہے۔

دُوسرے انداز سے دیکھیں تو بیماری ایک گناہ ہے۔

#####

اپنی زندگی میں ہم جتنے دِل راضی کریں‘اُتنے ہی ہماری قبر میں چراغ جلیں گے۔ہماری نیکیاں ہمارے مزار روشن کرتی ہیں۔ سخی کی سخاوت اُس کی اپنی قبر کا دِیا ہے۔ہماری اپنی صفات ہی ہمارے مرقد کو خوشبودار بناتی ہیں۔زندگی کے بعد کام آنے والے چراغ ‘زندگی میں ہی جلائے جاتے ہیں۔کوئی نیکی رائیگاں نہیں جاسکتی۔

اللہ سے وہ چیز مانگیں' جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت دِقّت نہ ہو۔ اللہ سے مانگی ہوئی نعمت' اللہ کے لیے وقف ہی رہنے دیں ' چاہے وہ زِندگی ہی کیوں نہ ہو۔

#####

وہ شخص پورا مومن نہیں ہو سکتا' جو اپنے رِزق کو سبب سے متعلق سمجھتا ہو۔

اُس شخص کا ایمان بھی مکمل نہیں ہو سکتا 'جس کو زِندگی کے عنقریب ختم ہو جانے کا یقین نہ ہو۔

#####

جو اِنسان اُس تقسیم پر راضی ہے جو اللہ نے اُس کے مقدر میں کی ہے' وہ اللہ پر راضی ہوتا ہے اور جو اللہ پر راضی ہو گیا' اللہ اُس پر راضی ہو گیا۔ مطلب یہ کہ اللہ کو راضی کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ آپ اللہ پر اور اللہ کے ہر عمل پر راضی رہو۔

#####

اپنے مُلک میں سب ہی مسلمان ہیں۔ چوری کون کرتا ہے؟ ڈاکہ ڈالنے والا کون ہے؟ ملاوٹ کس نے کی؟ منافع خور کون ہے؟ سب ہی مسلمان ہیں تو اِسلام کے تقاضوں کے مطابق معاشرہ کہاں ہے؟ کس کی' کون' کیسے اصلاح کرے؟



WWW.KUTUBMELA.COM

یہی وقت کی ضرورت ہے' تبلیغِ اِسلام سے پہلے اِسلامی معاشرے کے قیام کی ضرورت ہے۔

اِسلامی معاشرے میں نہ کوئی محروم ہو گا،نہ مظلوم۔

#####

ضربِ یَدُاللّٰہ بھی اُسی کے پاس ہے جس کے پاس سجدۂ شبیری ہے۔

#####

زخمی سوُر کی مرہم پٹی کرنے والے مسلمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

#####

پہاڑ کی چوٹی تک جانے کے لیے کتنے ہی راستے ہو سکتے ہیں' لیکن سفر کرنے والے کے لیے صِرف ایک ہی راستہ ہوتا ہے۔

#####

اللہ کی رحمت سے اِنسان اُس وقت مایوس ہوتا ہے' جب وہ اپنے مُستقبل سے مایوس ہو۔

#####

قرآنِ کریم 'اللہ کا کلام ہے۔کائنات' مظہر اَنوارِ الٰہ ہے اور اِنسان' شاہکارِ تخلیق۔اللہ کا ہر کام مقدس و اعلیٰ ہے۔ تخلیق میں کچھ بھی باطل نہیں۔

#####

کسی ایک بزرگ کے عرس مبارک پر کبھی آپ نے غور کیا۔کیا کیا نہیں ہوتا۔

مست بلکہ سرمست بلکہ دما دم مست درویشوں کی خیمہ بستی ایک طرف جلوہ گر ہوتی ہے۔آگ روشن ہوتی ہے یعنی "مچ"جل رہا ہوتا ہے۔اِن لوگوں کے کھانے پینے کے آداب الگ ہیں۔کسی طرف قوالی کی محفل ہو رہی ہوتی ہے،وہاں بھی لوگ رقص کر رہے ہوتے ہیں۔قوالوں پر روپے نچھاور ہو رہے ہوتے ہیں'اُسی بزرگ کے نام پر' جس کا عرس منایا جا رہا ہوتا ہے۔کسی طرف دُودھ کی سبیلیں ہوتی ہیں۔

یہ دُودھ مِلاوَٹ سے پاک ہوتا ہے۔کچھ لوگ ڈھول پر دھمال کا مظاہرہ کر رہے ہوتے ہیں۔نعت خوانی ہوتی ہے۔مٹھائیاں بِکتی ہیں۔دُکانیں سجائی جاتی ہیں۔ بچوں کے جھُولے،تھیٹر،سینماؤں کے اضافی شو۔اب آپ ہی اندازہ کریں کہ اُس بزرگ پر کیا گزرتی ہے جس نے اللہ کی یاد کا چراغ جلایا تھا۔بزرگوں سے نسبت کا اظہار اُن کے نقشِ قدم پر چل کر ہونا چاہیے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

حضرت مخدوم علی ہجویری لاہور میں کسی بزرگ کے مزار پر حاضر نہیں ہوئے تھے، تبلیغِ دین کے لیے تشریف لائے تھے۔اِسی طرح خواجہ غریب نواز اجمیر شریف میں کسی خانقاہ پر حاضر نہیں ہوئے تھے،کسی مِشن پر تشریف لائے تھے۔ہمیں غور کرنا چاہیے۔اِس بات کی وضاحت اپنے اپنے شیوخ سے لی جائے۔

#####

آج کے اِنسان کو موت کے خطرے سے زیادہ غریبی کا خطرہ ہے۔

پہلے غریب کی معاشی حالت کی اِصلاح کرو،پھر اُس کے ایمان کی۔

#####

اللہ کے نام پر خیرات اِنسانوں کے کام آتی ہے۔اللہ کی راہ میں خرچ اِنسانوں کے کام آتا ہے۔زکوٰۃ اِنسانوں کے کام آتی ہے۔اللہ کو قرضِ حسنہ دینا،کسی اِنسان کو دینا ہے۔نام اللہ کا ہے،کام اِنسان کے ہیں۔اِنسان خرچ کرتا ہے،اِنسان کے کام آتا ہے اور اللہ خوش ہوتا ہے،راضی رہتا ہے۔

مطلب یہ کہ اللہ کو خوش کرنے کے لیے،راضی کرنے کے لیے، اِنسانوں کی خدمت کرنی چاہیے۔

#####

اُس دوست کا گلِہ کر رہے ہو جو دھوکا دے گیا۔ گلِہ اپنی عقل کا کرو کہ دھوکہ دینے والے کو دوست سمجھتے رہے۔

#####

دُعا سے حاصل کی ہوئی نعمت کی اُتنی قدر کریں جتنی مُنعم کی۔ حاصلِ دُعا کی عزّت کریں۔ دُعا منظور کرنے والا خوش ہو گا۔

#####

گنہگار کی پردہ پوشی اُسے نیکی پر لانے کے لیے ایک ذریعہ بن سکتی ہے۔

بدنامی بعض اوقات مایوس کر کے اِنسان کو بے حِس کر دیتی ہے اور وہ گناہ میں گرتا ہی چلا جاتا ہے۔ عزّتِ نفس ختم ہو جائے تو اِنسان کے لیے جرم و گناہ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ غریبوں کی عزّتِ نفس زِندہ کرو۔ کسی کو غنڈہ نہ کہو۔ کہنے سے ہی غنڈہ بنتا ہے۔ پورے نام سے پکارو۔ اَولیاء اللہ محبت سے گنہگاروں کی اِصلاح کرتے رہے ہیں۔ اِس کے برعکس مجرم کو پکّا مجرم بنانے میں ظالم سماج کا ہاتھ نمایاں نظر آئے گا۔

یہ مجرم اور یہ گنہگار ہمارے اپنے سماج کا حِصّہ ہیں۔ اِن کی اِصلاح ہوتی تو اِن کی تعداد میں اضافہ نہ ہوتا۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

منقبت، مرثیہ، قوالی، سلام یا مسالمے سے منصبِ شہادت سمجھ نہیں آسکتا، نہ مقصدِ شہادت پورا ہوتا ہے۔ توصیف و تعریفِ امام بجا، لیکن تقلید و عملی تائید کون کرے گا… کربلا کسی بیان کا نام نہیں۔ یہ کسی عمل کا نام ہے۔ کربلا محسوس کرنے والے کے لیے ایک پیغام ہے۔

یہ مشاہدہ ہے 'سلطانِ اولیاء کی تسلیمِ رضائے کبریا کا، یہ اِذن ہے خاکسارانِ شہیدِ کربلا کے لیے کہ وہ ہمیشہ اُس چراغ کو روشن رکھیں جسے امامِ عالی مقام نے اپنے خون سے روشن فرمایا۔

#####

خواہش پوری کرنے والا بزرگ اور ہے 'اور خواہش سے نجات دِلانے والا اور۔

#####

اِتنا پھیلو کہ سِمٹنا مشکل نہ ہو۔ اِتنا حاصل کرو کہ چھوڑتے وقت تکلیف نہ ہو۔

#####

شیطان نے اِنسان کو نہ مانا' اللہ نے اُس پر لعنت بھیج کر اُسے نکال دِیا۔ اِنسان کے دُشمن کو اللہ نے اپنا دُشمن کہا۔ اِنسان 'اللہ کے دُشمن سے دوستی کرلے تو بڑے افسوس کا مقام ہے۔

#####

دُعا کریں کہ ہم اللہ کے حضور کوئی نیک عمل پیش کر سکیں۔ نہیں تو چلو کوئی نیک حسرت ہی سہی۔ خدا نہ کرے کہ ہم ایسے عذر کا سہارا لیں کہ زمانے نے نیکی کی ہمیں مُہلت ہی نہ دی۔

#####

مبلغین کی زِندگیوں میں قول و فعل کے تضادات کو دیکھ کر لوگوں نے حق بات سُننے سے گریز کر لیا۔ کان بند کر لیے۔ کئی لاکھ مساجد ہیں اور کئی لاکھ آئمہ ' لیکن قوم بے اِمام نظر آتی ہے۔ کیوں!

#####

اللہ کو یاد کرنا، اُس کو پکارنا' اُس کی رحمت کو پکارنا ہے، رحمن کو پکارنا ہے، رحیم کو پکارنا ہے، ستّار و غفّار کو پکارنا ہے۔

کسی نے قہار کو نہیں پکارا... حالانکہ یہ اللہ ہی کی صفت ہے۔ ہم اُس صفت کو پکارتے ہیں' جس سے ہمیں واسطہ ہے۔ رِزق دینے والا، معافی دینے والا، شفا دینے والا، زِندگی بخشنے والا، نیکی کی توفیق دینے والا' مطلب یہ کہ اللہ کی سب صفات سب کے پکارنے کے لیے نہیں ہیں۔ اللہ سے عزّت مانگو اور عزّت حاصل کرنے کے اعمال کا علم مانگو۔ ہم خیر کے قافلے میں ہیں۔ ہماری عاقبت خیر والوں کے ساتھ ہے، اللہ کے محبوب ﷺ سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔ مخالفینِ دِین کی



WWW.KUTUBMELA.COM

عاقبت اور اُن کے انجام کے بارے میں اللہ جانے اور اللہ کا پروگرام۔ دوزخ کی آگ کو کیسے اِنسانوں کا اِنتظار ہے؟ کم از کم مسلمانوں کا نہیں! اللہ کے محبوب ﷺ کو ماننے والے دوزخ میں نہیں جاسکتے!!

اگر کیفیّت یا یکسوئی نہ بھی میسّر ہو، تو بھی نماز ادا کرنی چاہیے۔ نماز فرض ہے کیفیّت فرض نہیں۔

#####

کسی مکان کو آگ لگی ہوئی ہو، تو آگ لگنے کی وجوہات پر ریسرچ کرنے سے پہلے آگ کو بجھانا فرض ہے۔

#####

خواب کی اُونچی اُڑانیں بیان کرنے سے زِندگی کی پستیاں ختم نہیں ہوتیں۔

#####

زندگی ایک سایہ دار اور پھل دار درخت ہے جس کو سانس کی آری مُسلسل کاٹ رہی ہے۔

نہ جانے کب کیا ہو جائے۔

#####

اللہ نے جس مُلک، جس دَور اور جس زبان میں آپ کو پیدا فرمایا ہے' اُسی مُلک، اُسی دَور اور اُسی زبان میں آپ کو عرفان مِل سکتا ہے۔

#####

اُس اِنسان کی تعریف نہ کرو' جس کی عاقبت اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔

#####

دریا جہاں سے ایک بار گزرتا ہے' دیرپا نشان چھوڑ جاتا ہے۔

#####

آسمان حدِّ نگاہ ہے اور ستارے فریبِ نظر!

#####

مکمل وہ چیز ہوتی ہے جس میں کسی اِضافے کی ضرورت نہ ہو، نہ ترمیم نہ تخفیف۔

سوچیں کہ دِین کب مکمل ہوا تھا؟ اُس وقت اِس دِین کا جتنا علم موجود تھا' وہی کافی ہے۔ علم میں اِضافہ' عمل میں پختگی پیدا نہیں کر سکتا۔ نئی نئی راہیں دریافت کرنے والا مسافر' منزل سے رہ جاتا ہے۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

قرآنِ کریم میں ہر گروہ کا ذِکر ہے' ماضی کی اُمّتوں کا، اُن کے آغاز و انجام کا، انبیاء علیہم السّلام کا ذِکر ہے، شیطان کا ذِکر ہے، متّقین کا ذِکر ہے، منافقین کا ذِکر ہے، شہداء کا ذکر ہے، صدیقین کا ذِکر ہے، صالحین کا ذِکر ہے، کائنات اور اِس کی تخلیق کا ذِکر ہے' غرض یہ کہ ہر طبقہ ٔحیات کا ذِکر ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ آپ کون سے گروہ سے متعلق ہیں۔اُس گروہ کے بارے میں کیا احکامات ہیں۔ غور سے دیکھیں۔ سب باتیں' سب کے لیے نہیں ہیں۔

#####

کافروں پر آنے والا عذاب اُن کے لیے ہے۔اِس میں ہمیں کیا دخل۔ ماننے والوں کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ آپ ماننے والے ہیں' بشارتوں پر خوش کیوں نہیں ہوتے... کیا آپ کی تسلیم میں کہیں فرق ہے؟

#####

اِنسان' لائحہ ٔعمل یا نظریے سے محبت نہیں کر سکتا۔

اِنسان صرف اِنسان سے محبت کر سکتا ہے۔

#####

یاد کا نام دُرُود ہے، اَدب کا نام فیض ہے۔

#####

اہلِ ظاہر کے لیے جو مقام 'مقامِ صبر ہے، اہلِ باطن کے لیے وہی مقام' مقامِ شُکر ہے۔

#####

جب شہروں پر گِدھ منڈلانا شروع ہو جائیں تو شہریوں کی زِندگی خطرے میں ہوتی ہے۔ گِدھ بڑی دُور سے مُردار کو پہچان لیتا ہے۔

#####

کیا آپ کو اِس کی وجہ معلوم ہے کہ کچھ شعراء ایسے ہوتے ہیں جن کا صرف دِن منایا جاتا ہے۔

کچھ شعراء ایسے ہوتے ہیں جن کا عرس منایا جاتا ہے۔ مثلاً میاں محمد بخش، وارث شاہ، شاہ حسین، بلّھے شاہ، شاہ لطیف، خواجہ غلام فرید، امیر خسرو وغیرہ کا عرس منایا جاتا ہے، لیکن اِقبال کا دِن منایا جاتا ہے... کیوں؟

#####

کسی نے پوچھا: "بارش کا کیا فائدہ ہے؟" جواب دیا: "میرا کھیت سیراب ہوتا ہے۔" اُس نے پھر پوچھا: "بارش کا کیا نقصان ہے؟" جواب دیا: "میرے بھائی کا کھیت سیراب ہوتا ہے"۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

سُننے والے کا شوق ہی بولنے والے کی زبان تیز کرتا ہے۔

#####

کسی ایک مقصد کے حصول کا نام کامیابی نہیں۔ کامیابی اُس مقصد کے حصول کا نام ہے جس کے علاوہ یا جس کے بعد کوئی اور مقصد نہ ہو۔

#####

جو لیڈر نا اہل ہو' وہ اپنے رُفقا کا گلہ کرتا ہے۔

سورج کہلانے کا شوق ہو تو روشنی پیدا کرو۔

#####

رُوح کی گہرائی سے نکلی ہوئی بات' رُوح کی گہرائی تک ضرور جائے گی۔

#####

کوشش اور دُعا کریں کہ جیسے آپ کا ظاہر خوبصورت ہے'

ویسے ہی آپ کا باطن خوبصورت ہو جائے۔

#####

دُنیا قدیم ہے لیکن اِس کا نیا پن کبھی ختم نہیں ہوتا۔

#####

آپ کی عمر کیا ہے؟

وہ نہیں ‘جو گزر چکی ہے، بلکہ عمر وہ ہے‘ جو ابھی باقی رہتی ہے!!

#####

تعلیم، علم نہیں کیونکہ:

علم ... آرزوئے قربِ حُسن کا دُوسرا نام ہے۔

علم ... عرفان و آگہی ہے۔

علم... معلوم کی نفی ہے۔

علم... چاکِ پیراہنِ ہستی ہے۔

علم... قُربِ جلوۂ جاناں ہے۔

علم... منکسر المزاج ہے۔

علم... اپنی لاعلمی کا تعین و تیقّن ہے۔

علم... مخلوق سے خالق یا خالق سے مخلوق کی پہچان کا ذریعہ ہے۔

علم... قوتِ تسلیم کا نام ہے۔

علم... یادداشت کا محتاج نہیں۔

علم... کُتب خانوں سے دستبردار ہونے کا نام ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

علم... تحریر کا نام نہیں، تقریر نہیں‘ نگاہ کا نام ہے۔

علم... آئینِ عمل ہے‘ اگر محرومِ عمل ہے تو خواب ہے‘ بے تعبیر۔

علم... ہماری فطرت کی حدود و قیود میں موجود رہ کر مطمئن اور اِطمینان بخش ہے‘ ورنہ باعثِ اندیشہ۔

علم... مباحثوں سے احتراز کا نام ہے۔

علم... تعلق سے ہے اور تعلق کے لیے ہے۔

علم... اُس وقت تک حاصل نہیں ہوتا‘ جب تک کوئی عطا کرنے والا نہ ہو۔

علم... اِظہارِ جذبات سے ہے‘ لہٰذا بے تعلق نہیں ہو سکتا۔

تعلیم ‘ضرورت کا علم ہے۔ ضرورت کا علم اور چیز ہے‘ علم کی ضرورت کچھ اور شے ہے۔

#####

اِس کائنات میں ہونے والا ہر واقعہ‘ ہر اِنسان پر کسی نہ کسی طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ کسی کی موت کسی کا غم بنتی ہے۔ ہمارا علم ہم سے پہلے آنے والوں کی تحریر سے ہے۔ کسی کی اِیجاد زمانے کے کام آتی ہے۔

ہر اِنسان‘ ہر دوسرے اِنسان سے متعلق ہے۔

#####

چاندنی میں چاند نہیں ہوتا اور چاند پر چاندنی نہیں ہوتی۔

#####

جس بکری کو خواب میں شیر کا دیدار ہو جائے' اُس کی صحت کے بارے میں کیا پوچھنا؟

#####

اِسلامی معاشرہ 'مسلمانوں کے طرزِ حیات کا نام ہے۔

#####

اپنی رعایا کے حال سے بے خبر بادشاہ سے بہتر ہے وہ گڈریا 'جو اپنی بھیڑوں کے حال سے باخبر ہو۔

#####

دُوسرے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لیے اپنے مشاہدات بیان کرنے والا اِنسان جھوٹا ہے۔

#####



WWW.KUTUBMELA.COM

آپ کی اپنی ذاتی کائنات میں آپ نے جتنا اللہ کا حِصّہ رکھا ہے' اُتنا ہی اللہ کی کائنات میں آپ کا حِصّہ ہے۔

#####

اِس سے بڑی بد نصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی تاریخ کے کچھ واقعات کا ذِکر تک نہیں کر سکتے۔ آنے والا مؤرّخ ' جو ہمارے جانے کے بعد آئے گا' اُن کا ذِکر ضرور کرے گا۔

اُس تذکرے میں ہمارا ذِکر بھی ہو گا... آپ کو معلوم ہے 'مستقبل کا مؤرّخ آپ کے بارے میں کیا کہے گا؟

#####

اُس بیٹے کا کیا ذِکر' جو صرف باپ کے حوالے سے پہچانا جائے۔

#####

ہر آدمی دُوسروں کی زِندگی کی تعریف کرتا ہے اور اپنی زِندگی بسر کرتا ہے۔ کوئی ذِی شعور اِنسان اپنی زندگی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

#####

علم اُتنا حاصل کریں کہ اپنی زندگی میں کام آئے۔ علم وہی ہے جو عمل میں آ سکے' ورنہ ایک اضافی بوجھ ہے۔

#####

جھوٹا اور بدنصیب ہے وہ مُرید ' جو کسی اِنسان کو گُرو ماننے کے بعد اُس کے خلاف کوئی لفظ مُنہ سے نکالتا ہے۔ اپنے اُستاد کے خلاف بولنے والا اِنسان ' علم سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

دُنیا کو ہنسانے والا ' تنہائیوں میں روتا بھی ہے۔

#####

ناپسندیدہ اِنسان سے پیار کرو ' اُس کا کردار بدل جائے گا۔

#####

ذوقِ سفر کے بغیر کوئی راہ آسان نہیں ہو سکتی۔

#####

جس شخص کا وطن میں کوئی محبوب نہ ہو ' وہ وطن سے محبت نہیں کر سکتا۔

#####

اگر اِنسان کو اچانک نگاہ مِل جائے تو وہ خوف سے پاگل ہو جائے ' یہ دیکھ کر کہ یہ زمین اِنسانی ڈھانچوں سے کِس طرح بھری پڑی ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

یہ ویرانے کبھی آباد تھے، یہ آبادیاں بھی کبھی ویرانے بن جائیں گی۔ دُنیا میں کون کون نہیں آیا، یہاں کیا کیا نہیں ہو چکا...

ع کتنے باغ جہان میں لگ لگ سُوکھ گئے

#####

وہ چیز جو بے سوال کر دے' وہ لاجواب ہوتی ہے۔

#####

عقیدت کامل ہو' تو پیر کامل ہوتا ہے۔

#####

دیکھنے والے کا شوق ہی حُسن کو رَعنائی بخشتا ہے۔

#####

جِس آدمی کے آنے سے خوشی نہیں' اُس کے جانے کا غم کیا ہو گا۔

#####

اگر محنت میں لُطف نہیں' تو نتیجے کا اِنتظار تکلّف ہے۔

#####

وحدت الوجود علم نہیں' مشاہدہ ہے۔

#####

ہر چہرہ' ایک ہی چہرہ ہے۔

#####

بہتر ہے کہ گناہ نہ کرو' اور اپنے کسی گناہ پر ہر گز کسی اِنسان کو گواہ نہ بناؤ۔

#####

اپنے محسن کی ذات بیان کرنے کی بجائے اُس کے احسانات بیان کرو۔

#####

عالم اِس لیے مغرور ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے۔ دانا اِس لیے دھیما ہے کہ اُس نے ابھی بہت کچھ جاننا ہے۔ علم' معلوم پر نازاں ہے، دانائی' نامعلوم کے جاننے کی کوشش میں سرگرداں ہے۔ عالم کو اِحساسِ جہالت ہو جائے تو وہ دانائی میں قدم رکھ سکتا ہے۔

#####

حقیقت' آئینے کے عکس کی طرح ہے۔ آپ قریب ہو جاؤ' وہ قریب ہوتا ہے۔

آپ دُور ہو جاؤ' وہ دُور ہو جاتا ہے۔

آپ سامنے سے ہٹ جاؤ' وہ بھی ہٹ جاتا ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

ہم پُرانے لوگوں کو یاد کرتے ہیں اور نئے لوگوں میں زِندگی بسر کرتے ہیں۔ ہم ماضی سے معیار لیتے ہیں اور حال کی زندگی کو اُس معیار پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں سکون کیسے مِل سکتا ہے؟ وہ لوگ چلے گئے، وہ زمانہ بیت گیا' اُس کی یاد' حال کو بدحال کر دے گی۔

#####

جو اِنسان اللہ کی طرف جتنا عروج حاصل کرتا ہے' اُتنا ہی اِنسانوں کی خِدمت کے لیے پھیلتا ہے۔

عمودی سفر' اُفقی سفر کے متناسب ہوتا ہے۔

صاحبِ معراج' رحمتہ اللعالمین ﷺ ہیں۔

#####

دِل افسردہ ہو تو آباد شہر' قبرستان لگتے ہیں۔ دِل خوش ہو' تو قبرستان میں جشن منائے جاسکتے ہیں۔ زِندگی' خیال کا نام ہے۔ خیال اور عقیدے کی اِصلاح ہی زندگی کی اِصلاح ہے۔ ہمارے اکثر میلے' ہمارے عقیدے اور عقیدت کا اِظہار ہیں۔ ہر میلہ' کسی نہ کسی عارف، فقیر کا عُرس ہوتا ہے۔

درویشوں کی موت کا دِن بھی میلے کا دِن ہوتا ہے۔

#####

"جس کو اللہ ہدایت دے' وہ گُمراہ نہیں ہو سکتا،جِس کو اللہ گُمراہ کرے' وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتا"۔ مطلب یہ کہ جو آدمی اپنی ہدایت کو اللہ سے منسوب کرتا ہے' وہ کبھی گُمراہ نہیں ہو سکتا،اور وہ آدمی جو اپنی گُمراہی کو اللہ سے منسوب کرتا ہے' وہ ظالم کبھی ہدایت نہیں پا سکتا'کیونکہ اللہ کسی کو کیوں گُمراہ کرے گا؟

#####

اِنسانوں کے وسیع سمندر میں ہر آدمی ایک جزیرے کی طرح تنہا ہے۔

#####

فقر اور اندیشہ سُود وزیاں کا ایک اِنسان میں بیک وقت موجود ہونا ایسے ناممکن ہے' جیسے چیچک زدہ چہرے کا خوبصورت ہونا۔

#####

ہنسنے والے نے رونے والے سے پوچھا:"کیوں رو رہے ہو؟"

اُس نے جواباً پوچھا:"تم کیوں ہنس رہے ہو؟"

وہ بولا:"مجھے تمہارے رونے پر ہنسی آ رہی ہے"۔

دُوسرے نے آہ بھر کر کہا:"مجھے تمہاری ہنسی پر ہی رونا آ رہا ہے"۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

اُس اندھے کا کیا علاج' جو قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا ہے اور اپنے آپ کو اندھا ماننے کے لیے تیار نہیں۔

#####

سب سے بڑا سوال وہ ہے' جس کا جواب سائل کے اپنے پاس ہے۔

#####

کسی کے حق پر قبضہ کرنے کے بعد دِل سے خوف اور اندیشہ کا نکلنا ناممکن ہے۔ اندیشہ 'اِنسان کے عروج کی راہ میں بے بس کر دینے والی رکاوٹ ہے۔

#####

قوم میں وَحدت کا شعور پیدا کرنے کے لیے ہر سکول میں سندھی ،پشتو اور پنجابی زبانیں لازمی کر دی جائیں۔

انگریزی سکولوں اور دِینی مدرسوں کا نصاب یکساں کر دیا جائے۔ورنہ وہی کچھ ہوتا رہے گا'جو ہو رہا ہے۔

#####

اپنے اِرد گرد رہنے والوں کو غور سے دیکھا کریں۔یہ آپ کے کردار کے شاہد ہیں۔کل یہی لوگ آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف شہادت دیں گے۔یہاں

تک کہ آپ کے گھر میں کام کرنے والا بظاہر بے زبان "گونگا" ملازم' کل "فصیح البیانیاں" اور "رطب اللسانیاں" دِکھائے گا۔

آپ کے گھر سے خالی ہاتھ لوٹنے والا اجنبی، ضرورت مند سائل' آپ کے سکون پر راکٹ برسائے گا۔ چھوٹے سے چھوٹے واقعے کو کبھی چھوٹا نہ سمجھنا۔

####

سب سے بڑی خواہش ہر اِنسان کو خوش کرنے اور اُسے متاثر کرنے کی خواہش ہے' اور اِس کی سزا... یہ ہے کہ اِنسان نہ متاثر ہوں گے، نہ خوش۔

#####

سچّے کی عزّت نہ کرنے والا اِنسان جھوٹا ہوتا ہے' اور جھوٹے کی عزّت نہ کرنے والا ضروری نہیں کہ سچّا ہو۔

#####

یادداشت میں محفوظ رہنے والا علم' عارضی ہے۔ یادداشت خود دیرپا نہیں۔ سب سے اچھا علم وہ ہے جو دِل میں اُتر کر عمل میں ظاہر ہوتا ہے۔

#####

فقیری شروع ہوتی ہے' بے ضرر ہو جانے سے اور مکمل ہوتی ہے' منفعت بخش ہو جانے پر۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

دھوکا: کسی اِنسان کو کسی ایسے کام پر راضی کر لینا جس کے انجام سے وہ بے خبر ہے۔

ظلم: کسی شے سے اُس کی فطرت کے خلاف کام لینا۔

غداری: ذاتی مفاد پر مُلکی مفاد قربان کرنا۔

منافقت: مومنوں اور کافروں میں بیک وقت مقبول ہونے کی خواہش۔

ناعاقبت اندیشی: اپنے گناہوں پر فخر کرنا۔

حماقت: اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھنا۔

کِذب: اپنے آپ کو سب سے کمتر کہنا۔

گمراہی: "تسلیم" اور "تحقیق" دونوں سے بیگانہ ہونا۔

تضاد: اَمن کی خاطر جنگ لڑنا یا اِنسانیت کی خدمت کے نام پر اِنسانوں کو ہلاک کرنا۔

#####

کوئی لمحہ دوبارہ نہیں آتا، کوئی دِن دوبارہ نہیں آسکتا۔ نہ یومِ پیدائش دوبارہ آتا ہے' نہ یومِ وصال... کسی یوم کو منانے کا تصور غور طلب ہے۔

#####

اپنی زندگی ہی میں اپنے اپنے مزار کو روشن بنایا جاتا ہے۔نیک اعمال زِندگی میں سکون اور طمانیّت پیدا کرتے ہیں اور مرنے کے بعد مزار میں چراغ بن کر روشنی پیدا کرتے ہیں۔

اپنی صفات اور اپنے کردار کی خوشبو' بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے۔ جن مزاروں پر خوشبو اور چراغ ہوں' اُن صاحبانِ مزار کی زِندگی ضرور نیکی اور خیر کی زندگی ہو گی۔ جن لوگوں کے مزار پر گنبد نظر آتے ہیں' وہ لوگ زِندگی میں ہی غبارِ راہِ حجاز ہو چکے ہوتے ہیں۔اُن کی آنکھوں میں خاکِ مدینہ و نجف کا سُرمہ لگ چکا ہوتا ہے۔اُن لوگوں پر سلام ہو۔

گلاب کا نام خوشبو کے پروں پر سفر کرتا ہے۔گلاب' ذات ہے اور خوشبو' صفت۔ذات اپنی صفات کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔

#####

بدنصیب آدمی اپنے حال پر مُستقبل قربان کر دیتا ہے۔بے وقوف اِنسان مُستقبل کے لیے حال قربان کرتا ہے۔بامُراد اِنسان مستقبل اور معاد کو محفوظ رکھتے ہوئے حال سے لُطف اندوز ہوتا ہے۔اِس دُنیا میں بہتر زِندگی اور آخرت میں بہتر انجام ...بڑے نصیب کی بات ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

بینائی کمزور ہو جائے تو چہروں کے چراغ مدھم پڑ جاتے ہیں۔

#####

وہ اِنسان رُوح کے ویرانے سے نکل نہیں سکتا' جس نے

ماں باپ کا اَدب نہ کیا اور جس کو اَولاد سے پیار نہ ہو۔

#####

ایسی دعوت میں جانے کا کیا فائدہ' جس میں نہ جانے سے دعوت کی مجموعی کیفیت پر کوئی نمایاں اثر نہ ہو۔

#####

زِندگی کے بہتر دَور کے بارے میں لوگوں سے پوچھیں تو جواب ملے گا کہ اچھا زمانہ یا گزر چکا ہے یا ابھی آیا ہی نہیں' حالانکہ اچھا دَور وہ ہے جو آج گزر رہا ہے۔

#####

دوست اور دُشمن' اِنسان کی اپنی پسند اور ناپسند کے مظاہر ہیں۔ محبت، نفرت' اِنسان کے اپنے مزاج کے حِصّے ہیں۔ جو اِنسان سراپا محبت ہو' اُسے دُنیا میں کوئی اِنسان قابلِ نفرت نظر نہیں آتا۔ محبت بھری آنکھ کو محبوب چہرے کا ملنا فطری

ہے۔اپنی نظر ہی نظارے کو حُسن بخشتی ہے۔اپنا دِل ہی سِرّ دِلبراں ہے،اپنا ذائقہ خوراک کو لذیذ بناتا ہے۔

اپنی حقیقت دریافت کریں' کائنات کی حقیقتیں آشکار ہو جائیں گی۔ خود گریزی' خدا گریزی بن جاتی ہے۔خود آگہی' خدا آگہی ہے۔اپنی سماعت کی اِصلاح کریں' آوازِ دوست بدستور موجود ہے۔ نظر عطا کرنے والا' نظاروں میں جلوہ گر ہے۔ہم جس کے لیے ہیں' وہی ہمارے لیے ہے۔دُنیا یا آخرت' مادّہ یا رُوح' ظلمات یا نور... فیصلہ ہم نے خود کرنا ہے! آسمان سے نور آتا ہے،روٹی زمین سے پیدا ہوتی ہے۔

زمین و آسمان کا رشتہ ہمارے دَم سے ہے۔اِنکار و اِقرار ہمارے اپنے نام ہیں۔بلندی و پستی ہمارے اپنے مقامات ہیں۔ہم خود ہی گم ہو گئے ہیں، اپنی تلاش کریں۔

#####

عاقبت اُس وقت کو کہتے ہیں' جب محسن اپنی نوازشات کا حساب مانگے۔

#####

طاقت' خوف پیدا کرتی ہے،

خوف' نفرت پیدا کرتا ہے،



WWW.KUTUBMELA.COM

نفرت ' بغاوت پیدا کرتی ہے

...اور بغاوت ' طاقت کو توڑ دیتی ہے!!

#####

جب تک زندگی موجود ہے ' نیکی اور بدی کا وجود قائم رہے گا۔

بدی کو مٹا دینا ' ناممکن بھی ہے اور نامناسب بھی۔ بدی نے نیکی کے دَم سے اِصلاح لینی ہے۔ بدی کے دریا میں ڈوبنے والوں کو نیکی کے ساحل پر لانا ہی نیکی کا اِنتہائی عمل ہے اور یہ عمل بغیر ہمدردی اور محبت کے ناممکن ہے۔ نیکی کا مزاج مشفق والدین کی طرح ہے اور بدی کا باغی و سرکش اولاد کی طرح!!

#####

خاوند کو غلام بنانے والی بیوی ' آخر غلام ہی کی تو بیوی کہلاتی ہے!

دانا بیوی ' خاوند کو دیوتا بناتی ہے اور خود دیوی کہلاتی ہے۔

#####

بیدار کر دینے والا غم ' غافل کر دینے والی خوشی سے بدرجہا بہتر ہے۔

#####

اپنے دِین کی سچائی کو لاٹھی نہ بناؤ۔ اپنے دِین کی سچّائی کو میزبان بنا کر' دُوسرے اَدیان کی سچائی کو مہمان بناؤ۔ دُوسروں کا ذوقِ یقین بھی اُن کے اندر وہی یا اُس جیسی کیفیّت پیدا کر رہا ہے' جیسے آپ کے ساتھ آپ کا ذوقِ یقین۔ بڑا دِین یا بہت سچا دِین' بڑے دریا کی طرح ہوتا ہے جو سب ندی نالوں کو اپنے ساتھ مِلا کر سمندر سے واصل کرتا ہے۔

دریا ملاپ کرتے ہیں' لڑائیاں نہیں کرتے۔

#####

جس ذات کو ہم حُسن سے منسوب کرتے ہیں' وہی محبوب ہے۔ محب اور محبوب کے تعلق کو محبت کہتے ہیں۔ اگر خواہشِ تقربِ حُسن کو محبت کہا جائے تو اِنتہائے محبت یہ ہے کہ رضائے محبوب اپنی رضا بن جائے بلکہ محب اپنی صفات سے مٹ کر محبوب کی صفات میں زِندہ ہونے کو معراجِ محبت سمجھتا ہے۔ محب بے قرار رہتا ہے' قربِ محبوب کے لیے۔

اُس کے ماموارت اور منہیات کا خیال کرتا ہے۔ اُس کے غیر کو اپنا غیر جانتا ہے۔ اُس کی ہستی میں فنا ہونے کے جذبے کو بقا جانتا ہے۔

حقیقی محبت' بوسیلہ ٔصفات قائم رہتی ہے۔ حقیقت مجاز سے مختلف ہے۔ مجاز میں رقیب غیر ہے۔ حقیقت کے سفر میں رقیب قریب ہے اور ہمسفر ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

ہمارا مقدر اگر مقرر ہو چکا ہے تو گناہ کیا ہے؟ گناہ مقدر ہوتا' تو گناہ کی سزا کبھی نہ ہوتی۔

ایک چور نے باغ سے پھل چرایا، پکڑا گیا۔ بولا: "اللہ کے حکم سے' اللہ کے بندے نے' اللہ کے باغ سے پھل توڑا ہے۔" مالک بولا: "اللہ کے دُوسرے حکم سے' اللہ کا دُوسرا بندہ' پہلے بندے کے سر پر لاٹھی مارنے کا حق رکھتا ہے۔ چوری حکم ہے تو لاٹھی اور سَر کی ملاقات بھی حکم ہی ہے۔"

#####

زمان و مکاں سے بے نیاز ہو کر خالقِ کون و مکاں کی تسبیح کرنیوالے ہی حقیقی معنوں میں خلافتِ اِلٰہیہ کے حقدار کہلا سکتے ہیں۔

#####

تاریخی عمارتوں اور شاہی محلّات سے نگینے چُرانے والے نہ ویسی عمارتیں بنا سکے، نہ ویسے محلات۔ ستارے آسمانوں پر ہی خوبصورت لگتے ہیں۔ مضامین فقروں سے نہیں بنتے' فقرے مضامین سے پیدا ہوتے ہیں۔

#####

ایسے علم کا کیا فائدہ ' جو صاحبِ علم کو سکون نہ دے سکے اور نہ اُس کی ضروریات مہیا کر سکے۔ ایسے علم سے نجات کی دُعا کرنی چاہیے۔

#####

بادشاہ ' فقیر کا قرب چاہے تو اُس کی خوش نصیبی ہے۔ فقیر ' بادشاہ کا تقرب مانگے تو اُس کی بد نصیبی۔

#####

جس نے موت کا راز جان لیا ' وہ زِندگی کے اِنقلابات سے متاثر نہیں ہوتا اور جس نے زندگی کا راز جان لیا ' اُس کو موت کی کار فرمائیاں مایوس نہیں کر سکتیں۔ جس نے اپنی حقیقت کو پہچان لیا ' اُسے حقیقت کی سمجھ آ گئی۔

#####

فقیر ' اللہ کی ذات کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔

وہ جانتا ہے کہ سورج کا ثبوت صرف دیکھنے والے کی آنکھ ہی مہیا کر سکتی ہے۔

#####

ہماری زندگی کنوئیں کے مینڈک کی طرح محدود دائرے میں گردش کرتی ہے۔ ہم اِنسانوں کی محدود تعداد سے آشنا ہیں۔ ہماری زِندگی محدود حرکات سے گزرتی ہے۔ ہم محدود علم رکھتے ہیں۔ ہم لائبریری میں عمر بسر کر سکتے ہیں لیکن



WWW.KUTUBMELA.COM

لائبریری کو پڑھ نہیں سکتے۔ ہم اپنے گھر کے افراد سے بھی پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے۔

محلے کے مکانوں سے، شہر کے محلوں سے، مُلک کے شہروں سے، دُنیا کے ممالک سے اور کائنات کی دُنیاؤں سے کیسے آگاہ ہوں گے... اور پھر خالقِ کائنات ہمارے علم کی رینج میں آنے والی بات نہیں۔ بس وہ کیا ہے' صرف وہی جانتا ہے۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِین۔

#####

تقدیر' تدبیر شکن ہوتی ہے۔ مقدر وہ' جو ہو کر رہے۔

خوش قسمتی' وہ حاصل ہے جو حق سے زیادہ ہو۔

عبرت' بداعمالی کا نتیجہ ہے... اور توبہ' اعمال کی عبرت سے نجات دلاتی ہے۔

#####

لوگ تو ہماری خوشی میں شریک نہیں ہوتے' غم میں کون شریک ہو گا۔

#####

مومن کی خوشی کا چراغ بُجھ جائے تو کافر کے گھر میں گھی کے چراغ جلتے ہیں۔

#####

اِسلام مُسلمانوں کے علم کا نام نہیں‘اُن کے عمل کا نام ہے۔

یعنی اِسلام بولنے والی بات نہیں‘کرنے والا کام ہے۔

#####

نظر آنے والی ہر شے محسوس نہیں ہو سکتی۔ ہر محسوس ہونے والی شے نظر نہیں آ سکتی۔

#####

ایک بیج میں کتنا بڑا درخت ہوتا ہے۔ درخت میں کتنے ہی بیج ہوتے ہیں۔ گویا ایک بیج میں اَن گنت بیج ہیں اور اِسی طرح ایک درخت میں لاتعداد درخت ہیں۔ غور کرنے والی بات ہے۔ قطرے میں قُلزم اور قُلزم میں قطرے۔

#####

جس اِنسان کے دل میں روشنی نہ ہو‘وہ چراغوں کے میلے سے کیا حاصل کرے گا؟

#####

اپنی اَولاد کو ہم بہت کچھ سمجھانا چاہتے ہیں لیکن وہ نہیں سمجھتی۔

ہماری اَولاد بھی ہمیں بہت کچھ سمجھانا چاہتی ہے لیکن ہم نہیں سمجھتے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

#####

جس کو زندگی میں کوئی سچا گُرو نہ ملا ہو اُس جھوٹے چیلے کو بدنصیب نہ کہا جائے‘تو کیا کہا جائے؟

#####

گزرا ہوا زمانہ اِنسان کے چہرے پر بہت کچھ لکھ جاتا ہے۔ مسافر کے چہرے پر گردِ سفر اُس کے سفر کا حال بتادیتی ہے۔

تقریب رونمائی

"کرن کرن سورج"

۳۰ جولائی ۱۹۸۶ء کی سہ پہر پرل کانٹی نینٹل لاہور میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا ‘جس میں واصف صاحب کے عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی ۔ اِس تقریب کی کمپیئرنگ جناب ذوالفقار احمد تابش نے کی۔ تقریب کی کارروائی پیشِ خدمت ہے۔

ذوالفقار احمد تابش :

اِس شہرِ لاہور میں کتابوں کی بے شمار تقریبات ہوتی رہی ہیں، ہوتی رہیں گی لیکن آج ایک کتاب کی رونمائی ہو رہی ہے‘جس کی رُونمائی میں شرکت‘ مَیں اپنے لیے سعادت گردانتا ہوں۔

مَیں نے سینکڑوں کتابوں کی اِفتتاحی تقریب منعقد کی ہے لیکن اِس کتاب سے میری عزت میں اضافہ ہوا ہے۔ کتاب اِسم با مسمیٰ ہے اور مصنّف کے بارے میں کیا کہوں' جس کی شخصیت کا تعارف کراتے ہوئے اشفاق احمد جیسے ادیب اور براڈکاسٹر اور حنیف رامے جیسے مقرر کی زبانیں گُم ہو جاتی ہوں' اُن کا تعارف میں کیا کرا سکتا ہوں! بہر حال کتاب کا نام "کرن کرن سورج" ہے اور مصنف ہیں ' واصف علی واصف ! اِس کتاب کی تقریب ِرُونمائی کی صدارت' جیسا کہ آپ نے کارڈ پر دیکھا ہو گا' جناب قدرت اللہ شہاب کو کرنا تھی' وہ آج ہم میں نہیں ہیں لیکن ایک اور بہت محترم شخصیت ہمارے درمیان موجود ہے' جناب شیخ منظور الٰہی صاحب ! میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ کرسئ صدارت پر تشریف لائیں ... اور اب صاحبِ کتاب جناب واصف علی واصف سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی تشریف لایئے۔

تقریب کا آغاز اللہ کے پاک نام سے ہوتا ہے۔ قاری سیّد صداقت علی صاحب قرآن پاک کی تلاوت فرمائیں گے۔ تشریف لایئے !... (تلاوت سورہ رحمٰن)

محترمہ بانو قدسیہ صاحبہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے مضمون سے نوازیں۔

بانو قدسیہ:

صاحبِ صدر! جناب واصف صاحب!



WWW.KUTUBMELA.COM

خواتین و حضرات! جب واصف صاحب نے مجھے کہا کہ میں "کرن کرن سورج" پر مضمون پڑھوں تو مَیں حیران رہ گئی۔

شاعری' القائے ربانی، خلیل جبران جیسی نثر، فلسفیانہ ملفوظات اور رَب کی باتوں کو مَیں محسوس تو ضرور کرتی ہوں لیکن سمجھتی نہیں ہوں۔ کچھ خواتین کمرے میں گُھستے ہی بتا دیتی ہیں کہ فضا میں کون سی خوشبو رچی بسی ہے لیکن کچھ لوگ سونگھتے رہ جاتے ہیں لیکن بتا نہیں سکتے کہ کون سی خوشبو کس شخص سے آ رہی ہے' وہ کمرے کی فضا سے آ رہی ہے کہ کھلی کھڑکی کے باہر پھولوں کی فرستادہ ہے۔

"کرن کرن سورج" بھی خوشبو کا ایک تحفہ ہے لیکن میں جانتی نہیں کہ پوری کتاب میں مہک ہے یا کسی خاص سطر سے آتی ہے۔ خوشبو' خیالات سے نکل رہی ہے یا صاحبِ کتاب سے' کہیں سے حاصل ہو سکتی ہے یا' یہ عام مارکیٹ کے لئے نہیں ہے۔ یہ جسم کو لگانے کے کام آئے گی' یا رُوح کو خوشبودار کرنے کے کام آئے گی۔ اِس کا بہتر تجزیہ نکھار کے ساتھ' آنے والے چند لوگ کریں گے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کسی قابلِ ذِکر اِنسان کی سواری کسی جلسہ میں آتی ہے' تو پہلے پنڈال کی تیاری کے لئے مختلف اِنتظامات ہوتے ہیں۔ فرش، گملے لگانے والے مالی، پھاٹک کو کیلے کے پتوں سے سجانے والے، تخت پر سرخ قالین بچھانے والے، روسٹرم اور مائیکروفون کے انتظام والے وغیرہ وغیرہ۔

اصل سواری سے پہلے ایک قیامت بپا ہوتی ہے۔ میں بھی اُسی قیامت کا ایک حصہ ہوں۔

میرے بعد جو مقررین آئیں گے' آپ اُن کی باتوں کو سنیں گے تو آپ کو "کرن کرن سورج" اور اِس کے مصنف کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوں گی جن کی اہلیت مجھ میں نہیں ہے' مَیں تو صرف یہ جانتی ہوں کہ بزرگانِ دین کی ذات مجھ میں تحیّر کا عالم بپا کرتی ہے۔ اِنسان کی زدَ میں کون سی گردوں ہے اور اِس کے اِمکانات کی ممکنات کن سرحدوں سے ملتی ہیں ' اِس کی جھلکی سی دیکھ کر میرے لیے کچھ بھی کہنا آسان نہیں ہوتا۔

کچھ بھولے بھالے جب واصف علی صاحب سے ملتے ہیں تو اُن کے دِل میں کرید ہوتی ہے' وہ سوال کریں گے "اے جوگی! بتا تو کس پہاڑ سے اُترا ہے' کیا وہاں برف تھی؟ بتا کہ کیا اُونچے درخت' سدا بہار دُھند میں ڈھکے رہتے تھے۔ بتا جوگی! کیا تو جانوروں کی بولی بولتا ہے۔ کیا تو آبشاروں سے، خودرَو بیلوں سے گفتگو کر سکتا ہے؟ بتا! کیا شیر اور ہرنیاں مل کر تجھ پر پہرہ دیا کرتے تھے، کیا تو پہاڑوں میں اِس لیے رہا کہ مردَم گزیدہ تھا؟ کیا پہاڑوں نے تجھے اِس لیے کھینچا کہ وہاں نور کی سمتیں تھیں کہ کرنوں جیسی اَن گنت آوازیں تھیں اور گھٹتی بڑھتی تجلیاں تھیں۔

بتا جوگی! تیرا ماضی کیا ہے؟" معصوم روحیں اپنے اِیمان کو مضبوطی دینے کے لئے تجسس رکھتی ہیں ' جیسے بچہ اِس کھوج میں رہتا ہے کہ ماں نے ٹافیاں کہاں چھپائی



WWW.KUTUBMELA.COM

ہیں، وہ ماں کے کسی راز سے آگاہ نہیں ہونا چاہتا، کچھ لوگ واصف صاحب کے متعلق اِس لئے متجسس رہتے ہیں کہ وہ اَزلی اِنکار کا شکار ہیں۔ مثبت سے منفی اور منفی سے مثبت کا دائرہ مکمل کرتے رہتے ہیں۔

وہ اِن کی شخصیت سے متاثر ہونے کے بعد اُن وجوہات کی تلاش میں رہتے ہیں، جن سے وہ اپنے اِنکار کی عادت کو تقویت دے سکیں۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ واصف صاحب کون ہیں؟ کس گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں؟ "کرن کرن سورج" سے پہلے وہ کہاں تھے؟ اُن کی کتنی بیویاں ہیں؟ اگر یہ گزشتہ عہد میں کسی محبوبہ کے ڈسے ہوئے ہیں، تو اُس ناگنی کا نام کیا ہے؟ کیا یہ صاحبِ جائیداد ہیں اور اگر ہیں تو اِن کی زمینیں کہاں ہیں اور کتنی ہیں؟ لوگ ہر لمحہ اِس کوشش میں رہتے ہیں کہ "دیکھا! ہم نہ کہتے تھے، ہمیں پہلے ہی معلوم تھا" جو شخص جیسی تلاش میں رہتا ہے، اُسے ویسے ہی جواب ملتے ہیں۔

سبب اور کوائف ویسے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ ایک شام کا ذکر ہے، ہمارے گھر کے باہر ایک وین کھڑی تھی۔ اُس میں چند ہپی چھوٹے سے تیل کے چولہے پر چائے پکانے کا عمل کر رہے تھے۔ اشفاق صاحب گھر لوٹے اور اُنہیں اندر لے آئے۔ دورانِ گفتگو پتہ چلا کہ وہ سب مختلف ممالک کے ہیں اور شاہراہوں پر دورانِ سفر ایک دُوسرے سے ملے تھے۔ اُن میں سے ایک انگریز نے بتایا کہ وہ سری لنکا سے آرہا تھا۔

میں نے سوال کیا کہ سری لنکا واپس جائیں گے ؟’’جی نہیں ‘مَیں نے اُس دیس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے‘‘۔کیا وہ خوبصورت جگہ نہ تھی؟پھر آپ وہاں رہنا کیوں نہیں چاہتے ؟بڑی دیر تک وہ اپنی داڑھی کھجاتا رہا،پھر بولا’’غالباُ گروتھ نہیں تھی‘کچھ دیر کے بعد میں اِرد گرد کے سبزے کی طرح ویجیٹیبل بن جاتا‘ میں اِس انجام کے لئے تیار نہیں تھا‘‘۔اللہ کے برگزیدہ بندے‘ سبزی بننا پسند نہیں کرتے‘ وہ جوانی میں بچپن،بڑھاپے میں جوانی اور حسنِ خاتمہ کے قریب ‘ انوالومنٹ کے آرزومند نہیں ہوتے۔

اِس لئے اُن کا ماضی نہیں ہوتا۔اُن کی صرف گروتھ ہوتی ہے۔ اُن کا ماضی بڑھوتری کا اونچا نیچا زینہ ہوتا ہے۔جو باتیں عام زندگی میں گہری منافقت اور تضاد کی نشان دہی کر سکتی ہیں ‘ اُن کے لئے فقط کوٹھالی کی آگ جیسی ہوتی ہیں ‘جن میں تپ کر وہ کندن بنے ہوتے ہیں۔صاحبِ حال بھی کبھی بچہ رہا ہے‘ اُس پر بھی کبھی جوانی نے والہانہ حملے کئے ہیں لیکن عام اِنسان اور بزرگانِ دین میں صرف یہی فرق ہے کہ ہر کرائسز کو ہم نے کیسے فیس کیا اور اُس نے اُن حالات سے کیسے اِرتقا کی سیڑھیاں بنائیں۔

حالات سبھی کے ساجھے ہیں ‘ بچپن میں سبھی کھاتے ہیں، ‘ کھیلتے ہیں، جھگڑتے ہیں،جوانی میں سب مبتلا رہتے ہیں،گھر بناتے ہیں، بچے پالتے ہیں،دوست بنانے اور دُشمن بنانے کا یہ عہد ہوتا ہے۔فرق ‘حالات ، تجربات یا واقعات کا نہیں



WWW.KUTUBMELA.COM

ہے۔بلڈنگ بلاکس ہم سب کو ملتے ہیں۔ فرق 'رُوح کی لطافت اور ردِ عمل کا ہے۔ غم اور خوشی کے شدید اِحساس سے آگے نہیں بڑھتا۔

خاص اِنسان عام مواد سے لطیفہ پیدا کرتا ہے لیکن خاص الخاص کے ہاتھ میں یہ حالات شعبدہ بازی کی مضبوط رسی ہے' جس سے وہ آسمان میں ٹھیکری لگانے کا کام کرتا ہے اور پھر پویا' پویا آسمانی مسافتوں کی جانب مضبوطی اور شکر گزاری کے ساتھ سفر کرتا ہے۔اِس لئے مجھ جیسوں کو نہ تو واصف صاحب کی سمجھ آسکتی ہے 'نہ اُن کی کتاب ''کرن کرن سورج'' کی۔ہم بیان کی غلطیاں دیکھنے والے ہیں۔

ہم چاہے واصف صاحب سے ملیں' اُن کی کتاب پڑھیں یا اُن کی محفل سے اٹھ کر واپس آئیں' واپسی پر کار میں بیٹھتے ہی ہم تجزیے کا شکار ہو جاتے ہیں'۔ چھان پھٹک کی عادت ہو' تو عمل سے گریز کی توجیہہ بھی مل جاتی ہے۔ہمارے پاس خود اِتنے سارے نظریئے ہیں،پیمانے ہیں، ہم ملک سدھارنے والے ہیں،راہیں بچھانے والے ہیں' ہم اگر مان بھی جائیں گے' اعتراف بھی کر لیں گے' تو کتنی دیر۔

منفی سے مثبت کا سفر' آخر کتنی دیر رہ سکتا ہے۔

ابھی پچھلے دِنوں کی بات ہے کہ ہمارے درمیان سے ایک مردِ ابریشم خموشی سے سلیپر پہن کر چلا گیا۔جانے سے پہلے اُس نے تمام لوگوں سے ملنے کی خواہش کی' کوشش کی' سب کے دُکھ دَرد میں شریک ہوا۔مجھے پہلی بار اِحساس ہوا کہ میری

سہیلی نثار عزیز نے قدرت اللہ شہاب کا نام مردِ ابریشم رکھ کر کسی بڑی ہی سخت چیز سے اُس کو تشبیہ دی ہے۔

اُن کے جانے کے بعد لوگوں نے اُنہیں اور بھی سخت القاب دیئے‘کسی نے اُنہیں کہا کہ بڑا اچھا سی ایس پی تھا‘ آئی سی ایس تھا۔کسی نے اُنہیں عالم کہا‘ کسی نے ادیب ...یہ نہیں کہ وہ یہ سب کچھ نہیں تھے۔وہ مختلف اوقات میں یہ سب کچھ کر رہے تھے لیکن یہ سب مراحل طے کرنے میں ‘ کرتے ہوئے‘ اِن کی خامیوں،خوبیوں اور خرابیوں سے گزر کر وہ ”ابریشم“ ہوئے تھے۔

جب غم شدید ہو‘تو ردِ عمل بھی شدید ہوا کرتا ہے۔فرطِ غم میں شہاب صاحب کے چاہنے والوں نے اپنے اپنے طور پر جان سے گزر جانے کا فیصلہ کیا‘اپنا وجود نذر دے کر اُن کی ذات کو بقا دینے کا ارادہ کیا۔کچھ نے تجویز کیا کہ وہ سال بہ سال ایک تقریب منائیں گے‘ ایک صاحب نے مشورہ دیا کہ آؤ باہم مل کر ایک کتاب لکھیں‘جس میں شہاب صاحب کی پیاری پیاری باتیں ہوں‘ ایک دو نے کہا کہ چلو قبر پر ایسا سنگِ مرمر کا روضہ بنائیں‘جو رہتی دنیا تک قائم رہے۔

ہم سب اپنے اپنے طور پر اُنہیں ابدیت بخشنے کی کوشش کر رہے تھے۔کسی کو بھی خیال نہ آیا کہ جب تک ہم میں سے ایک اور مردِ ابریشم پیدا نہ ہو‘سلسلہ جاری نہیں رہ سکتا۔



WWW.KUTUBMELA.COM

بڑے مزار اور چھوٹے مزار میں بزرگانِ دِین کی چھوٹائی یا بڑائی کا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ تمام بزرگانِ دِین کا وجود ایک ہے' بالکل ایسے جیسے آئینہ خانے میں ایک شمع روشن کریں' تو چہار سمت موم بتیاں روشن ہو جاتی ہیں۔

چھوٹے مزار اور بڑے مزار میں فقط مرید کا' ماننے والے کا فرق ہوتا ہے۔ جب ماننے والا مولانا روم جیسا ہو' تو شمس تبریز کی مِتھ بنتی ہے، ورنہ بڑا آدمی تو بڑا ہی رہتا ہے' چاہے اُس کی یاد کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ اِن لوگوں کے پاس ہمارے جیسے پیمانے نہیں ہوتے۔ یہ بے وفائی کی ملاوٹ کے ساتھ وفا کرتے ہیں اور بے وفائی میں بھی وفا کا خمیر ڈال دیتے ہیں۔

اِن کا سچ' جھوٹ کے فریم میں اور بھی اچھا لگتا ہے اور جھوٹ کے آئینہ میں سچ کی تصویر ابدیت حاصل کرتی ہے۔ یہ لوگ شعبدہ باز ہیں۔ اِن سے اِنسانی ممکنات کے اِمکانات کھلتے ہیں۔ وہ ہمارے جیسی حرکتیں کرتے ہیں لیکن اُن کا عمل ارتقا کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اِس لئے یہ کیمیا گر' دُنیا کو دِین بنانے کا فن جانتے ہیں۔

مَیں واصف صاحب کو بہت اچھی طرح سے نہیں جانتی۔

مَیں اِن کی کتاب "کرن کرن سورج" کو خوشبو کا جھونکا سمجھتی ہوں' جو محسوس تو کیا جا سکتا ہے' سمجھتا نہیں جا سکتا، پھر پتی پتی کرنے سے پھول میں باقی بھی کیا رہتا ہے۔ اِس لیے مَیں نے اُن تجزیات سے گریز کیا ہے' جو وقتاً فوقتاً میرے ذہن میں

کار پر واپسی پر اُبھرے ہیں۔ مَیں آپ کے اور اِن کے درمیان زیادہ دیر تک حائل بھی رہنا نہیں چاہتی ' کیونکہ کچھ لوگ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

میری ایک ہی دُعا ہے کہ وہ تادیر اپنے چاہنے والوں سے بے وفائی نہ کریں اور اُن کے پیچھے چلنے والوں میں سے کوئی ایسا ضرور ہو' جو مجسم واصف صاحب ہو اور اُن کی جلتی ٹارچ کو لے کر اولمپیا کی پہاڑی پر بھاگنے والا ہو، دُنیا کو دِین بنانے کا نسخہ ضائع نہ ہو اور ایسے کیمیا گر آنے والی نسلوں کے لئے باعثِ رحمت ہوں' جیسی رحمت آج واصف صاحب ہیں۔ واصف صاحب! میری طرف سے مبارک باد اور اِس حوصلہ افزائی کا شکریہ!...

ذوالفقار احمد تابش:

زحمت دیتا ہوں برادر محترم جناب اعجاز بٹالوی کو۔ تشریف لائیے!

اعجاز بٹالوی:

جنابِ صدر! واصف صاحب!

خواتین و حضرات!

لفظ' اِنسانی تہذیب کی مجبوری بھی ہے اور حُسن بھی۔ اِسی لیے لفظ' باعثِ تکریم ہے۔ اِنسان چاہے کتنی ہی بڑی حقیقت دریافت کیوں نہ کر لے' اُس کا اظہار صرف الفاظ ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

واصف صاحب! لفظ' زمین والوں کی ایسی مجبوری ہے کہ آسمانی صحیفے بھی الفاظ کا جامہ پہن کر زمین پر اُترتے ہیں۔ مجبوری وہ 'جو عارف، گُرو اور گیانی کو اپنے عرفان کا ذکر لفظوں میں کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ لفظ کو کبھی حقیر نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ تمام آسمانی سچائیاں اور زمینی حقیقتیں اپنے اظہار کے لیے لفظ کی محتاج ہیں۔

یہ واقعہ ہے کہ واصف علی واصف کی کتاب "کرن کرن سورج" پر میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ میری نظر کتاب کے سرورق کے آخر میں چھپی ہوئی تحریر پر جا پڑی' لکھا تھا(یہ اقتباس ہے):

" صاحبِ خیال کے پاس خیال بے آواز اور بے الفاظ آتا ہے 'لیکن خیال کا اظہار محتاجِ الفاظ ہے۔

اکثر اوقات الفاظ خیال کا حجاب بن جاتے ہیں' اِس لیے اِستدعا ہے کہ قاری کی نگاہ اُس خیال پر بھی رہے کہ جو الفاظ میں موجود ہے اور اُس خیال پر بھی جس کا الفاظ کے دامن میں سمٹنا محال ہے "!

لیجیے' یہ ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ لفظ اظہار بھی ہے اور حجاب بھی۔ خوش نصیب قاری وہ ہے جو محنت، مشقّت یا محض برکت سے لفظ کے ماورا تک پہنچ جاتا ہے' لیکن بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔

لفظ تو سبھی استعمال کرتے ہیں مگر یہ کیسے ہوتا ہے کہ کسی کے ہاں لفظ تاثیر میں ڈوب جاتا ہے اور کسی کے ہاں وہی لفظ خالی خولی اور بے اثر رہ جاتا ہے۔ اقبال نے بھی، آپ کو یاد ہو گا، یہی سوال کیا تھا:

# آیا کہاں سے نالۂ نے میں سرورِ نے

اصل اِس کی نے نواز کا دِل ہے کہ چوبِ نے

یہ بات واضح ہے، جواب "چوبِ نے" نہیں ہے، نے نواز کا دِل ہے۔

مگر یہاں پہنچ کر ایک اور سوال سامنے آجاتا ہے کہ یہ درست کہ زبان پر بات تو دِل سے آتی ہے مگر بات، دِل میں کہاں سے آتی ہے، یہ سوال ہے جس کا جواب مجھ جیسے عام آدمیوں کو معلوم نہیں۔ شاید اِس کے آگے ایک اور حجاب ہے، جس کے لیے صاحبِ راز کی ضرورت ہے۔ لیکن حضور اِتنا جانتا ہوں کہ لفظ شاملاتِ دیہہ کی طرح اِنسانوں کا مشترکہ سرمایہ ہیں لیکن اِن میں برکت اور تابنا کی مصنّف کی ذات سے پیدا ہوتی ہے۔

"نے" کا سرور "چوبِ نے" سے نہیں "نے نواز" کے دِل سے ہے۔ اِس کا ثبوت واصف صاحب کی یہ مختصر سی کتاب ہے "کرن کرن سورج" ۔ اِس کتاب کو رواروی میں نہ پڑھنا چاہیے۔ بعض تحریریں دِل کی حضوری میں پڑھو، تو لطف



WWW.KUTUBMELA.COM

دیتی ہیں اور ایسے لمحوں میں کتاب کو جہاں سے جی چاہے کھول لو ' خیال کا گلزار کھل جائے گا اور معنی کی آبشار کا ترنّم سنائی دینے لگے گا۔

دِل ٹھکانے پر نہ ہو یا اُس لمحے کہیں اور اٹکا ہوا ہو 'تو یہی تحریر اپنا حُسن چھپا جائے گی اور معنی کی پھوار بند ہو جائے گی۔ لفظ حجاب بن جائے گا، من و تُو کا رشتہ ٹوٹ جائے تو گفتگو' محض شور ہو کے رہ جاتی ہے۔ اِس میں کیا شک کہ آج کا زمانہ اپنی آسائشوں، اِختراعوں اور دریافتوں کی وجہ سے ایسا شاندار زمانہ ہے کہ ہم سے پہلے والوں نے ایسا زمانہ کب دیکھا ہو گا! مگر حضور! اِس عہد کا آشوب، کرب اور اندوہ بھی ایسا ہے کہ اِس سے پہلے والوں کو نصیب نہ ہوا ہو گا۔

مسائل اُلجھے ہوئے اور زندگی شعبوں میں بٹی ہوئی ہے۔ حقیقت کی اکائی ریزہ ریزہ ہو چکی ہے' بولنے والے بہت ہیں ' سننے والا کوئی نہیں۔ جواب ہر ایک کے پاس ہے' سوال نایاب ہو چکا ہے، گروہ کے تعصّب اور جلوس کے نعرے میں شامل رہو تو ٹھیک ہے، الگ ہو جاؤ تو اپنا بوجھ خود اٹھاؤ، اپنی قبر خود کھودو۔ فرد سے کٹ کر الگ' تنہائی و ماندگی یا اُداسی کا مداوہ تو کہاں 'اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

ہجوم تو زیادہ سے زیادہ میلے یا فن فیئر کا بندوبست کر سکتا ہے۔ فرد کا دِل نہیں بہلا 'تو قصور اُس کا اپنا ہے۔

# یہ بزمِ چراغاں رہتی ہے

اِک طاق اگر ویراں ہو تو کیا

یہ ویراں طاق' عارفوں اور گیانوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ "گِرتوں کو تھام لے ساقی" والا مضمون ہے۔ مدر ٹریسا کلکتے کے بازاروں سے جذامیوں کو تو اِس امید پر اٹھا کر لے جاتی ہیں کہ شاید اِس جہاں سے رخصت ہونے سے پہلے ان کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آ جائے' مگر ہم میں سے بیشتر جو اپنے اپنے روحانی عذابوں کو سینوں میں چھپائے اور چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرے پھرتے ہیں' کبھی کبھی اس روحانی عذاب کے بوجھ تلے دب کر کراہنا چاہتے ہیں مگر آواز نہیں نکال سکتے۔

چاہتے تو ہیں کہ اس لمحے میں کوئی ہو' جو دستگیری کرے' مگر چہرے سے بہادری کا جھوٹا نقاب اُٹھا کر اپنی کمزوری، ندامت، جہالت اور ماندگی کی تصویر دکھانا بھی تو مشکل ہو جاتا ہے۔میں سوچتا رہتا ہوں' ایسے لوگوں کی "مدر ٹریسا" کہاں ہے؟ ایک قانون پیشہ شخص کی پروفیشنل زندگی بڑے بڑے جھمیلوں مگر چھوٹے چھوٹے مسئلوں میں بسر ہوتی ہے۔وہ آہستہ آہستہ قوائد وضوابط کی حدود میں قید ہوتا چلا جاتا ہے۔

البتہ اگر اللہ کا فضل شاملِ حال ہو جائے تو اُسے جلدی معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر اُس نے فلسفہ، تاریخ، ادب اور تصوّف کا مطالعہ جاری نہ رکھا تو اُس کی سوچ کی شریانیں سکڑ جائیں گی اور ذہنی Angina Pectoris کا مریض ہو کر رہ جائے



WWW.KUTUBMELA.COM

گا۔ بعض لوگوں سے ملاقات یوں ہوتی ہے کہ دِل سے آواز آتی ہے کہ ملاقات تو آج ہوئی مگر میں آپ کو ازل سے جانتا ہوں' مجھے یاد ہے کہ یہ ملاقات اشفاق احمد کے ہاں ہوئی تھی۔

ماہ و سال کے حساب سے اِس پر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ بڑے جھمیلوں میں بسر کرنے قانون پیشہ کو دو بڑے سوالوں سے آمنا سامنا ہوا' جس کا جواب قانون کی کسی کتاب میں درج نہیں تھا۔ کسی وکیل کے دفتر میں اگر ڈھلتی عمر کی خاتون کرسی پر آ کر بیٹھ جائے اور اُن کے ذہنی تناؤ سے سارے کمرے کی تنابیں کھنچ جائیں اور اِس عالم میں بھی وہ بی بی یہ کہیں کہ میں نے خودکشی کی کوشش تو کی تھی مگر بدقسمتی سے بچ گئی ہوں تو وکیل صاحب شاید یہ پوچھیں کہ آپ پر تعزیراتِ پاکستان کے تحت مقدمہ تو نہیں چلا۔

مگر میں نے یہ بیہودہ سوال نہ کیا۔ چہرے کی افسردگی اور آنکھوں کی وحشت سے لگتا تھا کہ شاید وہ پھر خودکشی کی کوشش کریں گی۔ میں نے خود سے پوچھا' بولو میاں اب کیا کرو گے؟ اُس خاتون کو میں برسوں سے جانتا تھا' مگر اُن کے اِس شدید کرب کے جواب میں میرے خزانۂ الفاظ میں تسلّی کا ایک لفظ بھی نہیں تھا۔ اُس آشوبِ عظیم کے سحر میں اپنے سارے لفظ پھیکے لگنے لگے۔

میں نے میز کی دراز کھولی ' ایک کاغذ پر ایک ٹیلی فون نمبر لکھا اور کہا' اِس نمبر پر ایک صاحب بولیں گے۔ بی بی! اُن کا نام واصف ہے! میرا نام لیجیے اور کہیے' آپ

اُن سے ملنا چاہتی ہیں۔ خاتون رُخصت ہوئی اور میں دِل میں بہت شرمندہ ہوا کہ میں یہی حرکت کوئی دو ہفتہ پہلے بھی کر چکا تھا۔ اُس مرتبہ وہ لاہور کے کھاتے پیتے متموّل تاجر تھے' جو برسوں کے بعد مجھ ملنے آئے تھے۔

اندر سے بالکل ٹوٹ چکے تھے۔ جس ہیبت ناک ذہنی عذاب میں مبتلا تھے۔ اُس کا جواب بھلا میرے پاس کہاں ہو... (اب وہ بھی) خوش ہیں، اُن کی شکل پھر سے پہلے جیسی ہو گئی ہے۔ آنکھوں کی وحشت ختم اور زندگی کی چمک موجود ہے۔ وہ خاتون ملازمت کرتی ہیں، بچوں کی پرورش کرتی ہیں، یہ عمل کیسے ہوا؟ میں اِس سے واقف نہیں ہوں، نہ اُنہوں نے ذکر کیا، نہ میں نے پوچھا... اُس متموّل آدمی نے یہ کیسے قبول کر لیا کہ جو خواب وہ دیکھ رہے تھے' وہ جعلی تھے' اُن کے اپنے نہیں تھے۔

اُس خاتون نے کیسے تسلیم کیا کہ جس سے وہ بھاگ رہی تھیں' وہ اُن کا اپنا ماضی تھا۔ میں اِس عمل کے اَسرار و رموز سے قطعاً واقف نہیں ہوں مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آج کے دَور میں 'درد کے عالم میں کسی کی بات سننا بہت مشکل کام ہے۔ اِس میں سننے والے پر بوجھ بھی پڑتا ہے اور سننے والے کے جی کا زیاں بھی ہوتا ہے۔ مغربی فلسفی نے اِس عمل کے لیے تیسرے کان سے سننے کی اِصطلاح استعمال کی تھی اور اقبال نے کہا تھا:

دیدن دِگر آموز' شنیدن دِگر آموز



WWW.KUTUBMELA.COM

مغرب میں حالتِ کرب و اندوہ میں کسی کی بات سننے کے دو اِدارے وجود میں آئے۔

قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں گرجے کا پادری اور آج کل بیسویں صدی میں سائکوانالسٹ۔ آج بھی اٹلی، جرمنی اور انگلستان کے رومن کیتھولک کے کلیسا کی نیم تاریک فضا میں لکڑی کے گھروندے میں بند پادری کے پاس کوئی ستم رسیدہ عورت یا سوختہ جاں مرد اپنے کردہ یا نہ کردہ گناہوں کا بوجھ اٹھائے نظر آتا ہے' جو پادری کا چہرہ دیکھے بغیر اُس کے کان کے پاس منہ لگا کر کہہ رہا ہوتا ہے :

Father, I am sorry. I have sinned. –

دُوسری طرف بیسویں صدی کا نفسیاتی معالج' پیشہ ور نفسیات کا ماہر ہے' جو عالمِ کرب میں بات سننے کی باقاعدہ فیس لیتا ہے۔ حضور! کیا مشرق کی تہذیب تھی۔ میں نے اُنہیں واصف صاحب کا نمبر دے دیا۔ صرف اِتنا جانتا ہوں کہ اُن صاحب کو اپنے مستقبل سے ڈر آتا تھا اور اُس خاتون کو اپنے ماضی سے۔ اُن دونوں کو دیکھ کر مجھے یوں لگا' جیسے زنانہ جہنم اور مردانہ جہنم کے شعلوں کا رنگ اور تپش الگ الگ ہوتی ہے۔

زنانہ جہنم کا الاؤ روشن اور رنگین تھا، مردانہ جہنم' افسردہ اور بے رنگ تھا' جلانے والا نہیں۔ Quick Sands کی طرح بھسم کر دینے والا۔ وہ صاحب' جو کچھ وہ

بننا چاہتے تھے، نہیں بنے تھے اور بی بی، جو کچھ وہ تھی، وہ قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔ دونوں سرپٹ بھاگ رہے تھے، دنیا سے نہیں، اپنے آپ سے۔

آج سے سینکڑوں سال پہلے جو داستانیں لکھی جاتی تھیں اُس میں شہزادے کو سفر پر چلنے پر تاکید کرتے ہوئے یہ کہا جاتا تھا کہ پیچھے مُڑ کر کبھی نہ دیکھے، ورنہ پتھر ہو جائے گا اور نہ پیچھے سے آنے والی آوازیں سنے، ورنہ اُس کی راہ کھوٹی ہو جائے گی۔

حضور! دراصل پیچھے مُڑ کر دیکھنا اپنی ذات کی بازگشت سننے کے مترادف ہے اور پیچھے سے آنے والی آوازوں پر کان دھرنا، اپنی شخصیت سے آنے والی آوازوں پر کان دھرنا، اپنی شخصیت کے دفن شدہ ماضی، اپنے اصل کی طرف مراجعت کا سفر ہے۔ یہ سفر خطرات سے پُر ہوتا ہے، اِس لیے داستانی شہزادے سے کہا جاتا تھا کہ پیچھے مُڑ کر نہ دیکھے، نہ پیچھے سے آنے والی آوازوں کو سُنے، لیکن اگر اِنسان میں وصالِ ذات کی آرزو پیدا ہو جائے تو پھر پیچھے سے آنے والی آوازوں پر کان دھرنا پڑتا ہے ورنہ جس تیزی سے بھاگو، وہ اُسی شدّت سے تعاقب کرنے لگتی ہیں۔

جس طرح چلّہ کاٹنے سے پہلے کسی بزرگ سے پوچھ لینا چاہیے، اِسی طرح اگر ضرورت پڑے تو اپنی ذات کی طرف مراجعت کا سفر کرنے سے پہلے بھی کسی بزرگ کی بیعت اختیار کر لینا چاہیے کہ اگر کسی وقت اپنے سائے سے ڈر آنے لگے



WWW.KUTUBMELA.COM

تو کوئی ہاتھ تھامنے والا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں اِس سے واقف نہیں ' البتہ بلّھے شاہ اور سلطان باہو کے کلام سے یہ ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ جہاں تک اُن کے ذاتی اصلاحِ اِحساس یا تربیتِ نفس کا سوال تھا' وہ ضرور مرشد کا رہینِ منت تھا' لیکن مرشد کی ذات ایک ادارے کی حیثیت میں عوام الناس کو میسّر ہوتی تھی؟ میں اِس کی تفصیلات سے واقف نہیں ہوں ' ایک گفتگو کے دوران واصف صاحب نے ایک صاحب سے کہا تھا' آپ تاریخ کی صرف Grand Trunk روڈ پر سفر کر رہے ہیں۔

تاریخ کی گرینڈ ٹرنک روڈ کے دونوں طرف دُور دُور تک بہت خوبصورت قصبے' بہت شاندار بستیاں اور بہت دلنواز قریے ہیں 'جن میں سے گرینڈ ٹرنک روڈ نہیں گزرتی'کوشش کیجیے کہ آپ کی نظر بھی اُن پر پڑ سکے۔اِس دَور میں ' جو ہمارا زمانہ ہے' اور حکم ہے کہ زمانہ کو بُرا مت کہو' واصف صاحب نے بھی ایک قریہ آباد کیا ہے۔ہمارے عہد کی اِس گرینڈ ٹرنک روڈ سے جہاں پیرانِ طریقت اور علمائے دین' نفاذِ شریعت کے نام پر ایک دوسر کے پُتلے جلا رہے ہیں' واصف صاحب کا یہ قریہ کافی فاصلے پر ہے۔

یہ خیر و خوبی کا قریہ ہے۔ تہذیب و اِحساس کا قریہ ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اِس قریے سے گزرتے ہیں اور گھڑی دو گھڑی اِس پڑاؤ میں بیٹھ کر اپنی بات کہتے' اور واصف صاحب کی بات سُن لیتے ہیں۔ آج کل بات سننے کا وقت ہی کس کے

پاس ہے۔اِسی لیے میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ لفظ خیر کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب "کرن کرن سورج" اِسی قریہ ٔخیر وبرکت کی توسیع ہے۔

بولا ہوا لفظ سماعت کی امانت ہے،چھپا ہوا لفظ بصارت کی۔ کیا معلوم کون سی کرن کس وقت ذات کے کسی چھپے ہوئے حصّے کو جگمگا جائے۔ یہ لفظ امانت ہیں، یہ کتاب صدقہ ٔجاریہ ہے!......

ذوالفقار تابش :

آپ تھے جناب اعجاز بٹالوی صاحب۔ زحمت دیتا ہوں جناب حنیف رامے کو۔ تشریف لایئے، اپنے خیالات سے ہمیں نوازیئے۔

محمد حنیف رامے:

جناب واصف علی واصف صاحب!

معزز خواتین وحضرات!

نعت کا ایک مشہور مصرعہ ہے، لکھنے والے تھے حضرت مہر علی شاہ:

# کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیاں کتھے جالڑیاں



WWW.KUTUBMELA.COM

جب بھی کسی معمولی سی کِرن کو' جو شاید کرن بھی نہیں ہوتی ' یہ کہا جائے کہ کسی سورج کو بیان کرے تو اُس کی وہی کیفیّت ہوتی ہے 'جو حضرت مہر علی کی نعت کہتے ہوئے ہوئی تھی۔

یہ کتاب جو کرنوں کا مجموعہ ' ایک سورج ہے ' دراصل ایک اور سورج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ستاروں کی پرانی عادت ہے کہ اُن کی جانب دیکھا جائے تو وہ کسی اور جانب دیکھنے پر مائل کر دیتے ہیں۔ اِن کرنوں کو جمع کیا جائے 'تو یہ کتاب بنتی ہے اور جب کتاب بن جاتی ہے 'تو تلاش ہوتی ہے کہ یہ سورج کس سورج سے پھوٹا ہے اور پھر ہمیں واصف علی واصف صاحب نظر آتے ہیں۔

اصل میں شاید یہ کرنیں جن کا تعلق روشنی سے ہے 'صداقت سے، سچّائی سے متعلق ہے' اور سچّائی دُنیا میں بہت موجود ہے۔ کتابوں کی صورت میں بھی، علم کی صورت میں بھی، الفاظ کی صورت میں بھی اور تو اور بہت بڑی سچّائی خداوند نے خود اپنی کتاب کی صورت میں زیر اور زبر کے فرق کے بغیر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دی۔ پھر اِس سچائی کی موجودگی میں 'اور بہت سی سچائیوں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ یہ وہ بات ہے جو ہمیں کتاب سے مصنّف کی جانب لے جاتی ہے اور جب تک سچی بات کہنے والا، جب تک سچائی منہ سے ادا کرنے والا' نہ پہچانا جائے' سچائی کی بھی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

ایسا ہوتا آیا ہے کہ The Scriptures devils have been quoting.

وہ آسمانی صحائف جو خدا نے اُتارے' وہ شیطانوں کی زبانوں پر جاری ہوتے رہے' اِس لیے لکھا ہوا لفظ جتنا بھی سچا ہو' اِس کے باوجود جب تک اُس سچے کی پہچان نہ ہو جائے جس کے منہ سے وہ ادا ہوا ہے' اُس وقت تک اُس کی سچائی کی تصدیق نہیں ہو سکتی' تو جب تک ہم واصف صاحب کو نہیں جانتے' واصف صاحب کیا ہیں؟ کس قبیلے سے ہیں؟ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ہم سے کیا مانگتے ہیں؟ ہمیں کیوں اپنی باتیں سنا رہے ہیں' جن کے پاس پہلے بہت سی باتیں ہیں' بہت سے کام ہیں' تو میں آپ کو ایک چھوٹی اور ایک بڑی کہانی سناتا ہوں۔

چھوٹی کہانی یہ ہے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار سفر پہ نکلا اور ایک ایسے موڑ پر پہنچ گیا جہاں آگے تین راستے تھے اور اُس کی بصیرت اور اُس کی بصارت دونوں نے اُسے بتایا کہ ایک راستے پر اگر وہ چلے گا تو اُس کا گھوڑا باقی نہیں رہے گا' وہ باقی رہ جائے گا۔ ایک راستے پر چلا تو گھوڑا تو باقی رہ جائے گا' وہ خود مر جائے گا اور تیسرا راستہ وہ ہے جس پر گھوڑا اور سوار دونوں ہی نہیں رہیں گے اور وہ سوچ میں پڑا ہوتا ہے کہ کروں تو کیا کروں۔

ایک دنیا کا راستہ ہے جس میں روح کی قیمت پر دنیا کا گھوڑا باقی بچ جاتا ہے۔ ایک آخرت کا سفر ہے جس میں روح بچ جاتی ہے' گھوڑا غائب ہو جاتا ہے اور ایک منافقت کا راستہ ہے' جو ہم آپ کا اکثر پسندیدہ راستہ ہے جس میں نہ گھوڑا بچتا ہے



WWW.KUTUBMELA.COM

اور ایسے میں ! اور ایسے میں ایک آواز آتی ہے کہ میرے بھائی ایک اور راستہ بھی ہے جس میں تم بھی بچتے ہو اور تمہارا گھوڑا بھی بچتا ہے۔

وہ آواز دینے والے واصف علی واصف اور اُن کے قبیلے کے لوگ ہیں! اور ایک اور کہانی جو میرے گزشتہ، پرانے اُستاد نے لکھی ' جس کا نام تھا" پی ڈی آسپنکے"، اُس کی بڑی مشہور کتاب ہے Strange Life of Ossokin ' آسوکن ہمارے آپ جیسا ہی دنیا کا ایک مسافر ہے۔ اُسی بی بی جیسا 'جس کا نقشہ ابھی اعجاز بٹالوی صاحب کھینچ رہے تھے۔ اُسی لاہور کے بڑے اونچے تاجر جیسا ' جس کا نقشہ انہوں نے اُس کے بعد کھینچا اور دونوں ہی زندگی سے مایوس ' وہ زندگی جس کی خاطر اُنہوں نے سب کچھ کیا ' اب وہ اِس فکر میں ہیں 'وہ زندگی کو تیاگ سکیں۔

اِس کو چھوڑ سکیں اور وہ اپنے اوپر غور کرتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس زندگی کی خاطر یہ سب کچھ کیا ہے' وہ تو ملی ہی نہیں اور اِس سے موت بہتر ہے۔ ایسے ہی میں وہی Ossokin اپنے حال پر غور کرتا ہے اور جس شخص نے اُسے سفر پر روانہ کیا ہوتا ہے 'جو ایک جادوگر ہے' اُس کے پاس جاتا ہے' اُس سے کہتا ہے میں پہلے بھی تیرے پاس آیا تھا اور میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میری زندگی ویران ہو گئی اور جب میں واپس آ گیا تو مجھے پتا چلا کہ میں نے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائیں، میں نے کون کون سے غلط کام کیے، میرے کیا امکانات تھے، میرے لیے

کیا کچھ ممکن تھا جس کو میں نے ضائع کر دیا ' تو مجھے دوبارہ اُس زندگی میں بھیج دے۔

وہ اُسے دوبارہ زندگی میں بھیج دیتا ہے اور پھر ایک چکر لگا کر وہ ایک مرتبہ پھر زندہ ' اُسی کے پاس واپس آتا ہے اور کہتا ہے دیکھو مجھے ' جو کچھ میں نے پہلے کیا ' پھر میں نے وہی کچھ کیا اور وہ جادوگر کہتا ہے " اگر میں تمہیں ایک سو مرتبہ بھی بھیجوں گا اِس دُنیا میں ' تو تم یہی کچھ کر کے لوٹ آؤ گے۔ بتاؤ بھیج دوں ' اِسی میں تیرا بچاؤ ہے ' اگر تو زندہ رہے تو شاید کبھی اِس چکر سے نکل آئے " وہ کہتا ہے "اِس زندگی کا فائدہ کیا ' اگر میں نے ہر بار وہی کچھ کرنا ہے تو پھر ' تو پھر کیا کروں۔

میں زندگی کو نہیں چاہتا ' بتا مجھے میں کیا کروں " اور جادوگر کہتا ہے کہ آج تو نے پہلی مرتبہ صحیح سوال کیا ہے۔ اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ جب تک تو وہی ہے جو ہے ' تو جتنی مرتبہ بھی زندگی میں جائے گا ' تیری زندگی اور تیری کائنات یہی رہے گی۔ جب تک تو نہیں بدلتا تیری زندگی نہیں بدلتی۔ تو دُوسرا سوال وہ یہ کرتا ہے کہ پھر میں کیسے بدل سکتا ہوں۔

وہ کہتا ہے کہ "تم یوں کرو کہ یہ زندگی مجھے دے دو" وہ حیران ہوتا ہے ' کہتا ہے تم خودکشی کرنے گئے تھے، تم اِس کو ختم کرنے کے لیے تیار تھے، تم دوبارہ اِس زندگی کو لینے کے لیے تیار نہیں تو پھر مجھے کیوں نہیں دے دیتے" وہ پھر سوچ میں پڑ تا ہے ' کہتا ہے کہ اچھا اگر ساری عمر کے لیے نہیں دیتے تو کچھ سالوں کے لیے



WWW.KUTUBMELA.COM

دے دو۔ وہ پوچھتا ہے کہ تم کیا کرو گے ؟ جادوگر کہتا ہے "میں تمہاری خواہش اور آرزوئیں بدل دوں گا، میں تمہیں وہ دُعا دوں گا کہ تیری آرزو بدل جائے، جب تک تو وہی کچھ چاہے گا اِس زندگی سے جو تو نے پہلے چاہا' یہی تیری زندگی ہے' یہی تیرا مقدّر ہے"۔

یہ جادوگر لوگ' یہ بھی واصف صاحب کے قبیلے کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن قیمت بہت بڑی مانگتے ہیں۔ وہ زندگی جو ہم ہر مرتبہ برباد کر دیتے ہیں' یہ وہ زندگی مانگتے ہیں اور ہم' جو زندگی کوئی مرتبہ برباد کر چکے ہوتے ہیں' جب یہ مانگتے ہیں تو اِسے دینے سے ہچکچاتے ہیں' لیکن یہ بھی یہ جانتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص یہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا' اُسے کچھ مل بھی نہیں سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے سورج ہر دَور میں' ہر معاشرے میں موجود ہوتے ہیں اور بہت سے' Candles وہ دِیے جنہیں اِس اُمید میں زندگی گزارتے برس ہا برس گزر چکے ہوتے ہیں کہ کوئی آئے اور انہیں جلا دے۔ جب اُنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ' اور قریب آؤ' اور قریب آؤ تو اِس خوف سے اور قریب نہیں آتے کہ کہیں وہی دُکھ بھری، درد بھری، کانٹوں بھری، اُداسیوں بھری، پریشانیوں بھری زِندگی یہ لوگ چھین نہ لیں' اور حقیقت یہی ہے کہ اگر وہ زِندگی ہم اِن کے سپرد کر سکیں تو اِنہوں نے اُسے کیا کرنا ہے' اِنہوں نے اِسے دھونا ہے، اِسے اُجالنا ہے، اِسے روشن کرنا ہے، اِسے اندر سے بدلنا ہے۔

یاد رکھیے! ہم جن بیجوں سے خوشیوں کی فصل اُگانا چاہتے ہیں ' انور سجاد بیٹھے ہیں ' ہم جن بیجوں سے خوشیوں کے باغ بسانا چاہتے ہیں ' جب تک ہم اپنے وجود کے بیج کو نہیں بدلیں گے ' وہ خوشیوں کا باغ نہیں اُگے گا۔ خوشیوں کا باغ اُگانا ہے تو اِن لوگوں کے سپرد اپنے آپ کو کرنا ہو گا' جو بیج کے اندر چھپے ہوئے گھن کو ہٹا کر بیج کو پاک کر دیں گے تاکہ اُس سے جو پودا اُگے وہ صحت مند پودا ہو، اُس کے پھول آئیں اور اُس پر پھل آئیں۔

عزیزانِ گرامی ! یہ عجیب بات ہے اور اِس میں ایک Paradox ہے۔ زندگی دو اور زندگی لو' اور اِسی Paradox کا نام واصف علی واصف ہے' جو ایک بات کہتے ہیں تو ایک مقام پر یوں لگتا ہے کہ ہمارے خلاف ہے اور جب ہم اُس پر غور کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے یہی ہمارا علاج ہے' اُسی طرح جیسے ہم اپنے درد ڈاکٹروں کے پاس لے کر جاتے ہیں اور بعض اوقات وہ نشتروں سے اُس میں چیرے دے دیتے ہیں لیکن پھر اُسی میں علاج ہوتا ہے۔

یہ لوگ دراصل لینے کے لیے نہیں ' دینے کے لیے آئے ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں' جو اِس لیے اِس دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں کہ دیکھو' تمہیں ہم نے دیا ہے' اب تم جاؤ اور اِس کی زکوۃ دو اور جنہیں ہم نے ابھی تک نہیں دیا ' اُن تک بھی یہ روشنی پہنچاؤ۔ "کرن کرن سورج" پہ کچھ کہنا یہاں بیٹھے ہوئے ادیبوں اور شاعروں ہی کا حق ہے' مَیں تو اِتنی بات جانتا ہوں' جس میدان میں' مَیں کام



WWW.KUTUBMELA.COM

کرتا ہوں،مَیں نے وہاں دیکھا ہے کہ جو خوشیوں کے باغ لوگوں کے سامنے رکھے جاتے ہیں،وہ اکثر سبز باغ ثابت ہوتے ہیں اور اِس کی وجہ بھی یہ ہوتی ہے کہ جو لوگ وہ باغ دیکھ رہے ہوتے ہیں ،اُن کے ظاہر پر تو بڑی سبزی ہوتی ہے لیکن اُن کا دِل سبز ہونے کی بجائے اکثر کالا ہوتا ہے۔

اِن لوگوں کی بچت کا بھی راستہ یہی ہے کہ اِن کرنوں پر قدم قدم چلتے چلتے اُن سورجوں تک پہنچ جائیں اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارے درمیان آج ہماری دُنیا کا سب سے تابناک سورج تشریف رکھتا ہے۔خدا حافظ۔

ذوالفقار تابش:

جناب محمد حنیف رامے صاحب کے بعد آج کی تقریب کے مقرر اشفاق احمد صاحب تشریف لائیں۔

اشفاق احمد:

جناب واصف صاحب!

برادرم منظور الٰہی صاحب!خواتین و حضرات!

اصل میں میرے ساتھ شروع ہی سے یہ مشکل رہی ہے کہ میں بڑے بلکہ بہت ہی بڑے اِنسانوں کے درمیان اپنی خوشی اور اپنی رضا کے ساتھ گِھرا رہا ہوں اور بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ اپنی خودی کو چھوٹی چھوٹی کاٹتا رہا،مشکل یہ رہی ،

نہ تو آج تک اپنی خودی اور زعمِ آگہی کو ملائم کر کے تسلیم کی دنیا میں داخل ہو سکا اور نہ ہی اِن بڑے لوگوں کے راستے پر چل سکا' جن کے پاس راستوں کی نشاندہی تھی اور جنہوں نے متعدد مرتبہ اپنی خوشی سے مجھے روٹ پرمٹ عطا کیے لیکن میرے پاس کوئی گاڑی نہیں تھی' نہ ہمت کی، نہ اِرادے کی۔

اِن بڑوں میں جنابِ والا سب سے پہلے بڑے سائیں فضل شاہ صاحب تھے۔ دوسرے سخی سائیں راضی صاحب اور تیسرے مسٹر قدرت اللہ شہاب اوراب حال پر موجود جناب واصف علی واصف صاحب ہیں' جن کی "کرن کرن سورج" پر روشنی ڈالنے کے لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ "کرن کرن سورج " واصف صاحب کے ملفوظات کا دُوسرا ایڈیشن ہے' جن میں بعض کے مطالب اور مفاہیم کو انہوں نے اپنے اُن مضامین میں کھل کر بیان کیا ہے جو "نوائے وقت" میں تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن اِس جہت کو پورے طور پر اختیار کرنا یا اِسے معلوم علم پر ترجیح دینا ایک اور مشکل بلکہ بہت ہی مشکل مرحلہ ہے۔

میں یہ تو خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ واصف صاحب کا علم ہی وہ علم ہے جس کے حاصل کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور جس میں اضافہ کرنے کے لیے دُعا کا طریق بھی سمجھایا گیا ہے' لیکن میں نے جو اَب تک پڑھا ہے یا مجھے جو اَب تک



WWW.KUTUBMELA.COM

پڑھایا گیا ہے، وہ اِس سے مختلف ہی نہیں، اِس سے برعکس بھی ہے۔ واصف صاحب فرماتے ہیں کہ :

" علم میں دُوسروں کو شامل کرنے کا نام علم ہے۔

"

" طبِ مشرق و مغرب میں بڑی ترقی ہوئی، ساتھ ہی بیماریوں میں بھی بہت اضافہ ہوا۔"

" انسان کل بھی دُکھی تھا، آج بھی سکھی نہیں، اصل میں علاج خالق کے قُرب میں ہے،

لوگ سمجھتے کیوں نہیں"۔

دُنیا بھر کے نفسیات دان اور معاشیات اور سماجیات کے ماہر یہ متفقہ فیصلہ دے چکے ہیں کہ غصّے اور جنس اور سیکس اور کلام اور نفرت وغیرہ کے جن جذبوں کو دبا کر رکھا جاتا ہے اور جن کا کھل کر اِظہار نہیں کیا جاتا، وہ جذبے فرد میں اور معاشرے میں گھٹن پیدا کر دیتے ہیں اور گھٹن سے حیاتِ انسانی میں بڑے بڑے ناسور پیدا ہو جاتے ہیں اور اِن ناسوروں کی وجہ سے فردی، عددی اور گروہی زندگی بے چینی اور ہیجان کا شکار ہو جاتی ہے لیکن واصف صاحب اور راہِ سلوک کے

سارے بابے یہ فرماتے ہیں کہ "زندگی سے تقاضہ اور گلہ نکال دیا جائے تو سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

"لیکن خواتین و حضرات! آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں اور آپ کا مطالعہ مجھ سے بہت وسیع ہے کہ معلوم تاریخِ انسانی میں انبیا کو "اَنعُمتَ عَلَیھِم" والوں کو چھوڑ کر آج تک ہر انسان نے دنیا کو اِس کے سوا اور کچھ نہیں دیا کہ جس سوسائٹی نے اُس کو کبھی Reject کیا 'اُس کے خلاف اِنتقام کا عَلم لے کر آگے نکل آیا اور اُس سے بدلہ لینے کے لیے للکارا اور پھر توڑ مروڑ کر خود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ پھوٹ گیا۔

زندگی سے تقاضہ اور گلہ نکال دیا جائے تو پھر نہ تو کوئی اخبار شائع ہو، نہ کوئی کالم لکھا جائے، نہ دنیا کی لائبریریاں ایک کمرے سے آگے بڑھیں، نہ مائکروفش بنے، نہ مائکروفلم... لیکن جنابِ والا میں بڑی مشکل میں گھرا ہوا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا' دنیا کا ہر علمِ نافع مجھے اِس بات پر مجبور کرتا ہے اور یہ بڑی سخت مجبوری ہے کہ میں گُرو کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اپنا آپ ڈھیلا چھوڑ دوں اور اُس ہر فعل، ہر فرمان اور ہر اِشارے پر اپنی مرضی اور اپنے ارادے کو قربان کر دوں۔

مجھ سے یہ نہیں ہوتا! بڑی مشکل بات ہے! مجھ سے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے رہنما، اپنے گاڑی بان، اپنے کھویا کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دوں اور اُس کی حرکتوں پر اور کارکردگیوں پر نگاہ نہ رکھوں اور اُس کی کمزوریوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر



WWW.KUTUBMELA.COM

احتساب کا خفیہ البم نہ بناتا رہوں۔ میں جب بھی کبھی رات کے وقت ہوائی سفر کرتا ہوں تو ایک پل کو بھی آنکھ نہیں جھپکاتا' بالکل کھُمب کی طرح اپنی سیٹ پر گڑا رہتا ہوں۔

میرے اِرد گرد تقریباً سارے بیوقوف ہم سفر کمبل تانے سو رہے ہوتے ہیں لیکن میری ساری توجہ اپنے رہنما' اپنے پائلٹ' اپنے گُرو پر ہوتی ہے کہ وہ کوئی بیوقوفی یا حماقت نہ کر جائے۔ میں خدا کے فضل سے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے' ساری رات ذرا بھی Relax نہیں کرتا اور بالکل چاک وچوبند رہتا ہوں۔اِسی طرح میں نے زندگی کے اِس طویل سفر میں بھی کسی پر بھروسہ نہیں کیا۔

کسی کے ہاتھ میں اپنی راس اور کسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیا۔اپنی خوبی کو اپنے پہلو میں تلوار کی طرح سنبھال کر رکھا اور کسی کے علم کو اپنے علم سے بڑا نہیں سمجھا۔کسی کو اِس بات کا استحقاق ہی نہیں دیا کہ چلو آج سے میری ساری زندگی تیرے حوالے ہے' اگر ہمیشہ کے لیے نہیں تو چند گھنٹوں کے لیے۔ پچھلے دِنوں جب میرا آپریشن ہوا'تو مَیں نے اپنے آپ کو سرجن کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

ڈاکٹروں کے پاس اپنا علم تھا،میرے پاس میرا' اور جب دونوں کا ٹکراؤ ہوا تو سرجن بے بس ہو گئے۔ چنانچہ اُنہوں نے بانو قدسیہ سے کہا کہ مریض کو مہربانی فرما کر تھیٹر سے لے جائیں' ابھی مشکل ہے۔بانو نے ڈرتے ڈرتے اُن سے پوچھا'

یہ جو عجیب سالباس آپ نے اِنہیں پہنار کھا ہے وہ اُتروادوں ؟ تو سرجن نے کہا کہ نہیں ، آپ ابھی انہیں اِسی لباس میں رہنے دیں اور انہیں وہاں دو دن رہنے دیں ۔

وہاں انہیں شدید قسم کے خواب آور دے کر نیم بے ہوش کریں گے ، جب اِن کی Resistance کم ہو جائے گی اور بلڈ پریشر نیچے آجائے گا تو تھیٹر لے جا کر پورا بے ہوش کریں گے۔ Till then have nice time and love to your children

یہ بابا لوگ کہتے ہیں کہ "گُرو کی بات ہی گُر ہے اور گُرو کی خوشی فلاح ہے' گُرو کی ناراضگی سے بچنا چاہیے"۔ فرمانے والے فرماتے ہیں "گُرو کی بات پر اِس طرح یقین کرو، جیسے معصوم بچہ اپنے ماں باپ پر یقین کرتا ہے"۔

"اِس بے یقینی کے دَور میں یقین کا حامل ہونا کرامت سے کم نہیں"۔ کہا گیا ہے کہ "راہِ طریقت میں طالب جس شخصیت کو اپنا شیخ ' گُرو' مرشد' ہادی یا پیر سمجھے' اُس کے حکم کو بلا چون وچرا تسلیم کرے، کوئی راہ' راہبر کے بغیر طے نہیں ہوتی۔ صحبتِ شیخ، ذریعۂ علم ہے، طرزِ عمل ہے اور وسیلۂ نجات ہے"۔

یہ سارے اقوال اُن بزرگوں کی Extension کے ہیں جن کا نام واصف علی واصف ہے اور اب اِس کتاب میں ہیں' جس کی بات پہلے بھی ہوتی رہی ہے' آج پھر ہو رہی ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

"کرن کرن سورج" میں لکھا ہے کہ "مرید کی اپنی صداقت اور عقیدت ہی اُس کو منزل تک پہنچاتی ہے۔ اگر منزل نصیب ہو گئی تو شیخ کے کامل ہونے میں کیا شک رہا اور مرید منزل تک نہ پہنچ سکا تو شیخ کے کامل ہونے نہ ہونے کا کیا تذکرہ۔ خوش نصیب مرید شیخ کا ہر حال میں ممنون رہتا ہے اور بد نصیب ہمیشہ اپنی کوتاہی کا شیخ کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے"۔ جناب واصف صاحب! یہ بات تو میں پورے طور پر سمجھ گیا۔

"جس کو زندگی میں کوئی سچا گُرو نہ ملا' اُس جھوٹے چیلے کو بد نصیب نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے"۔ لیکن یہ کس طرح سے ہو کہ میں اپنے خوفوں کو چھوڑ کر آپ کے پاس آؤں اور پھر باطن کے سفر میں اُتر جاؤں۔ جنابِ والا! جس طرح پہلے اپنے جاننے کے تکبّر سے بر آمد نہیں ہو سکتا تھا' اسی طرح اب اپنے خوف کو چھوڑ کر کسی نئی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔

اِس عہد میں جس شخص کے پاس اپنے ذاتی، علاقائی اور خاندانی خوف موجود ہوں' اُس کو خدا کی بھی ضرورت نہیں ہے' بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جس کے پاس خوف و ہراس اور دہشت کی متاعِ گراں بہا موجود ہو' اُس کو کسی بھی شے کی احتیاج نہیں رہتی۔ جن بیویوں کے پاس اللہ کے فضل سے خوف کی دولت موجود ہے' انہوں نے اپنے خاوندوں کو سالہا سال سے دبئی اور جدّہ میں بھیج رکھا ہے اور اُن کی غیر موجودگی میں اپنے اپنے خوف کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہی ہیں۔

جن والدوں کے پاس اپنے جدّی پشتی خوف موجود ہیں ' انہوں نے اپنے سارے بچوں کو ولایت میں داخل کرا دیا ہے اور اپنے بڑوں کی تصویروں کی بجائے اپنے خوف کے رنگا رنگ فیوجی کلر پرنٹ سے دِل بہلاتے رہتے ہیں۔ جن بچوں کے پاس اپنے مستقبل کا خوف ' اپنی اپنی Insecurity کی دہشت موجود ہے ' وہ ہاتھوں میں کتابیں لے کر اپنے سوئے ہوئے والدین کے گرد چکر کاٹتے رہتے ہیں۔

یہ ایسا خوبصورت اور ترقی یافتہ دَور ہے واصف صاحب! جس کا ہر خوش نصیب خوف زدہ اپنے خوف کے اندر 'دُنیا و مافیہا سے بے خبر 'بڑی شاندار اور قابلِ رشک زندگی گزار رہا ہے۔ ساٹھ سال کی مدت بڑی منزل ہوتی ہے سر! اب میں اِس منزل سے نکلنا چاہتا ہوں۔ کئی اچھے اچھے اور مضبوط بازو مجھے اِس گرداب سے نکالنے کے لیے آگے بڑھے لیکن میں اُن کے ساتھ کلیان ہی کرتا رہا' ڈائیلاگ ہی بولتا رہا اور اظہار ہی کرتا رہا۔

واصف صاحب! آپ کو آپ کے علم کا اور آپ کی کتاب کا اور اِس تقریب کا اور اُن سارے چہروں کا واسطہ جو آپ کو دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہیں' مجھے بھی خوف کے اِس منظر سے نکالیے۔ یہاں تو بڑا ہی اندھیرا ہے 'نہ روشنی ہے اور نہ سورج اور نہ سورج کی کرن۔ حضور! اب تو شاہی قلعے کا عقوبت خانہ بھی بند ہو چکا



WWW.KUTUBMELA.COM

ہے' ہم کب تک اِس بندی خانہ کو سنگِ پشت کی طرح ساتھ ساتھ اٹھائے پھریں ... بڑا اندھیرا ہے!...

ذوالفقار تابش:

آپ تھے جناب اشفاق احمد، ابھی بانو آپا نے ایک مردِ ابریشم کا ذکر کیا تھا' ایک نیک اور معصوم روح قدرت اللہ شہاب' جنہیں آج یہاں ہونا تھا' آج کی تقریب کی صدارت انہیں کرنی تھی۔ اِس تقریب کی صدارت کے لیے میں نے ہی اُن کا نام تجویز کیا تھا کہ اِس سے بہتر نام مجھے سوجھا ہی نہیں تھا۔ آج کا خطبۂ صدارت بھی اُنہوں نے ہی دینا تھا۔

اُس مردِ ابریشم، نیک روح کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ وہ جب رُخصت ہوئے تو اپنا آخری کام بھی کر گئے جو اُنہوں نے دراصل آج کرنا تھا' وہ خطبۂ صدارت لکھ گئے تھے' پڑھ رہی ہیں محترمہ ریحانہ اورنگزیب صاحبہ ... تشریف لائیے۔

خطبۂ صدارت از قدرت اللہ شہاب:

جناب واصف علی واصف کی تصنیف "کرن کرن سورج" پڑھنے کے بعد میرے دِل میں جو تاثر بے اختیار اُبھرا' وہ یہ تھا:

# خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

صاف چھپتے بھی نہیں 'سامنے آتے بھی نہیں

فطرت کا قانون ہے کہ تشنگی سراب سے نہیں بلکہ آب سے بجھتی ہے۔

"کرن کرن سورج" کے افکارِ اعلیٰ اور اقوالِ زرّیں، جھلکیاں تو سمندر کی دکھاتے ہیں، لیکن میرے جیسا کم فہم، بے بصیرت اور پیاسا مسافر قطرۂ شبنم کو ترستا رہ جاتا ہے۔ یہ کتاب جن جن نئی شاہراہوں اور پگ ڈنڈیوں کی نشاندہی کرتی ہے اُن پر سرپٹ بھاگنے کو جی تو بہت چاہتا ہے' لیکن چند قدم چلنے کے بعد سڑک اچانک ختم ہو جاتی ہے۔ بنتی ہوئی سڑک کو ادھورا چھوڑ کر بیٹھ رہنا' دراصل پی ڈبلیو ڈی کا پیدائشی حق ہے۔

واصف صاحب! اِن سے یہ حق چھیننے کا ظلم کیوں ڈھانا چاہتے ہیں؟

جسم و جان اور رُوح و عرفان کا گورکھ دھندا بے حد پیچ اور خم دار' غلام گردشوں کی بھول بھلیاں ہے۔ اِس ظلمت کدے میں واصف صاحب اپنے دِل نواز اقوال کی تِیلیاں جلا جلا کر لمحہ بھر کے لیے دو قدم تک روشنی تو کر دیتے ہیں' لیکن اِس کے بعد تلاشِ حق کا راہرو پھر اندھیرے میں بھٹکتا رہ جاتا ہے۔

کسی مسافر کے پاس اتنے میچ بکس نہیں ہوتے کہ محض دِیا سلائیوں کی روشنی میں وہ اِتنا طویل اور پُر خطر سفر طے کر سکے۔ اِس کے لیے ماچس کی نہیں' ہزاروں کینڈل پاور کے بلب کی ضرورت ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

یہ روشن بلب' واصف صاحب نے کسی وجہ سے اپنے دامن میں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ اب انہوں نے "کرن کرن سورج" کی ایک جھلک دکھادی ہے' تو اُن کا اگلا قدم لازماً یہی ہونا چاہیے کہ وہ سورج کو بھی طلوع کر کے کرن کرن دِکھادیں۔

اُمید کے اِس سہارے پر میرا گمان ہے کہ یہ تصنیف کتاب کا متن نہیں بلکہ محض دیباچہ ہے۔ اصلی کتاب ابھی زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئی۔ خدا کرے کہ وہ کتاب اپنے وقت پر منصہ شہود پر آئے اور بے شمار آرزو مندوں کے لیے حال و قال، ظاہر و باطن اور طریقت و شریعت کی گتھیاں سلجھائے۔

واصف صاحب کے اپنے الفاظ میں اُن کا قول ہے کہ "پہاڑ کی چوٹی تک جانے کے لیے کتنے ہی راستے ہو سکتے ہیں' لیکن سفر کرنے والے کے لیے صرف ایک ہی راستہ ہوتا ہے"۔

بھولا بھٹکا مسافر اِس کا سراغ کہاں اور کس طرح لگائے؟ اِس راستے کی تلاش کرنے میں رہنمائی کا فرض بھی اب واصف صاحب ہی پر عائد ہوتا ہے۔ ان کا ایک دوسرا قول یہ ہے کہ "خواب کی اونچی اڑانیں بیان کرنے سے زندگی کی پستیاں ختم نہیں ہوتیں"۔ بے شک یہ سچ ہے' لیکن خواب کی تعبیر نکالنے والے کوئی صاحبِ نظر بھی تو سامنے آئیں۔ اس کے بغیر اونچے اونچے خواب آتے رہیں گے اور زِندگی کی پستیاں نیچے سے نیچے دھنستی رہیں گی۔

یہ گتھی سلجھانا بھی واصف صاحب کے ذمے ہے۔

"کرن کرن سورج" کو شائع کر کے واصف صاحب نے اپنے کندھوں پر ایک بڑا بھاری بوجھ اٹھالیا ہے۔ اب وہ اِس عذر کا سہارا نہیں لے سکتے۔

# درمان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای

بعد می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

اب اُن کا دامن تر ہو کہ تار تار' اُن کے لیے یہ بوجھ اُٹھانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔

"کرن کرن سورج" میں جس راہ کو وا کیا گیا ہے' اُس پر کول تار بچھانا بھی اُنہی کا کام ہے۔ اُس پر سنگِ میل نصب کرنا بھی اُنہی کا کام ہے اور اُس پر سٹریٹ لائٹس جلانا بھی اُنہی کا کام ہے۔ خدا کرے کہ وہ اپنا فرض بعنوانِ شائستہ نبھانے میں جلد از جلد سُرخرو ہوں۔

آخر میں جناب واصف علی واصف سے میں بعد ادب و احترام گزارش کروں گا کہ وہ اپنے بے شمار مداحوں کے ساتھ اُس انجینئر کا سا سلوک نہ کریں' جس نے ایک دس منزلہ عمارت تو تعمیر کر دی تھی' لیکن اوپر جانے والی سیڑھیاں بنانا نظر انداز کر گئے تھے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

جب اُن سے پوچھا گیا کہ سیڑھیاں کیوں نہیں بنائیں ' تو اُن کا جواب یہ تھا کہ فی الحال نچلی منزل میں ہی گزارا کرو۔ بجٹ میں سیڑھیوں کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اب اگلے مالی سال میں نئے بجٹ کا انتظار کرو۔ ہماری اِستدعا ہے کہ واصف صاحب اپنے شائقین کو اپنے وجدان کی آمد کا اگلے بجٹ تک انتظار نہ کروائیں کیونکہ اب اُن کی تمنا بے تاب ہے اور یوں بھی اِس بے ثبات دُنیا میں:

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

ذوالفقار تابش:

دعوت دیتا ہوں جناب واصف علی واصف صاحب کو۔

جناب واصف علی واصف صاحب:

خواتین و حضرات! خطاب تو کیا کرنا ہے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں ' آپ سب مہمانوں کا اور اِس وقت شہاب صاحب کی بات سُن رہا تھا کہ کس کا کیا فرض ہوتا ہے یا کیا فرض بنتا ہے۔ تھوڑا غور کیا جائے ' تو میرا خیال ہے کہ سب کا فرض ہے کہ کسی ایک ایسی راہ کی تلاش کی جائے ' جس راہ پر ہمارے لیے فلاح یقینی ہو جائے ' تو اِس مختصر وقت میں کہنے کو اِتنی چیزیں ہیں کہ اُلجھ نہ جائے بات۔

لیکن مختصر دو چار باتیں کہ اگر ہمارا یقین کسی مابعد میں جواب دہی پر ہو ' تو ہم پر لازم ہے کہ اِسی دنیا میں، اِسی زندگی میں، یہ پہلے تعیّن کر لیں کہ ہم مستقبل میں

داخل ہو رہے ہیں۔ اگر اِنسان عبادت نہ کر سکے تو کم از کم توبہ تو ضرور کر لے' تو مطلب یہ ہے کہ... کیا میں بات کروں (میں کیا بات کروں)...میں گھبرا نہیں گیا' باتیں بہت ساری ہیں' باتیں اِتنی زیادہ ہیں کہ میں کون سی بات کروں اور کون سی بات چھوڑوں۔

اِس لیے بہتر یہ ہے کہ کوئی آپ (آپ کوئی) بات پوچھو تو میں بات کر لوں' میرے لیے آسانی ہو جائے گی۔ مطلب یہ کہ کہاں سے میں بات شروع کروں۔ آپ کوئی سوال کرو تو پھر میں تھوڑا سا اُس کا جواب دے دوں' کوئی ایک آدھ مضمون' کس مضمون پر میں بات کروں' بجائے اِس کے کہ میں مضمون Select کرتا رہوں۔

سوال: توبہ کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

جناب واصف علی واصف صاحب:

آپ کو ایک اور سوال پیش کرنا پڑے گا' میں ہی پیش کرتا ہوں' جب ہم دیکھتے ہیں ماضی میں' اللہ کریم نے ارشاد فرمایا' دُعا میں' عبادت میں' دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ دکھا' سیدھا راستہ' یعنی کہ اُن لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا اور دوسرے لوگ چھوڑ دیے جائیں۔



WWW.KUTUBMELA.COM

گویا کہ کچھ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ' اللہ تعالیٰ کے ہی الفاظ میں انعام ہوا۔ کیا ہم اُن لوگوں کو ماضی میں یا حال میں دریافت کر سکتے ہیں؟ جب ہم ایک سوال کر رہے ہیں کہ ایسی راہ دکھا' وہ راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا' تو لازمی بات ہے کہ کچھ لوگ ہوں گے' ماضی میں ' حال میں۔ میں یہ پوچھوں گا یوں' کہ اگر میں کوئی ایسا نام لوں' ماضی کا' کسی بزرگ کا' جن کو ہم متفقہ طور پر رحمتہ اللہ علیہ کہیں' رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں' علیہم السلام کہیں' تو کیا یہ پوچھنا رہ گیا ہے کہ اُس پر رحم ہوا کہ نہ ہوا۔

کیا اُس پر انعام ہوا کہ نہ ہوا!! نام لیے بغیر... کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی کا نام لیا جائے تو آپ یہ کہیں گے کہ انعام یافتہ ہیں۔ مقصد یہ کہ ابھی فیصلہ ہوا نہیں ہے، قیامت نے ابھی آنا ہے، حساب کتاب بعد میں ہے' میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہاں فیصلہ کیسے ہو گیا' کس طرح فیصلہ ہو گیا، فیصلہ ہونا باقی ہے۔ داتا صاحب کا نام ہم لیتے ہیں' بزرگ ہیں' دیکھا نہیں ہے اُن کو' سُنا ہے۔

آپ ساروں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کچھ یہی کہا جاتا ہے کہ رحمتہ اللہ علیہ کہا جا سکتا ہے' آپ پر انعام ہوا' گویا کہ کچھ انعام یافتہ لوگوں کا انعام یافتہ ہونا' یہ ہمیں یقین ہے کہ ہر چند کہ ہم نے دیکھا نہیں ہے۔ جب دیکھا نہیں ہے اور یقین ہے کہ ہیں 'تو پھر اِس میں ایک راز ہونا چاہیے کہ وہ اِنسان جس پر انعام ہوتا دیکھا نہیں ہے اور اُس کو انعام یافتہ مانتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ علیہ السلام ہیں ' تو کیسے

جانتے ہیں اور اگر جانتے ہیں تو اسی فارمولے کے مطابق اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔

اگر وہ فارمولا مل گیا' کچھ عنوان مل گیا تو وہ انعام یافتہ ہیں... چلو بحث نہیں کرتے' انعام یافتہ ہیں' علیہ السلام ہیں اور اُن پر انعام ہو گیا تو آپ یہ بتائیں کہ آپ اپنے آپ کو کس طرف رکھ رہے ہیں۔ زندگی میں فیصلہ کیا آپ نے' اُن کے بارے میں۔ اپنی زندگی میں' اپنے بارے میں آپ کیوں نہیں فیصلہ کرتے۔ اگر فیصلہ امید میں ہے' الحمد للہ ! اور اگر اندیشہ ہے تو استغفر اللہ' توبہ ہونی چاہیے اور اگر اندیشہ ہے تو عبادت پر بھی استغفر اللہ' جو آپ کر رہے ہیں' کہ رزلٹ اندیشہ ہی نکلا۔

اب آپ دیکھئے کہ ایک آنے والے وقت کا اندیشہ تھا اور ایک جانے والے وقت کا... ایک آدمی نے دوسرے سے پوچھا کہ بھئی آپ کوئی آنے والے حالات کے متعلق جانتے ہیں؟ اُس نے کہا کہ ابھی تو جانے والوں سے فارغ نہیں ہوا' آنے والوں کو دیکھا جائے گا... تو وہ لوگ جن کو آنے والے زمانے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا' جانے والے کا غم نہیں ہوتا' اُن کو کہتے ہیں "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" نہ اُن کو آنے والے کا ڈر ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ اُس کا رحم ہو گا' نہ گزرے ہوئے کا افسوس ہے کہ یہ توبہ کر چکے ہیں۔



WWW.KUTUBMELA.COM

اِس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اپنے آپ کو' توبہ کے حوالے سے میں یہ کہہ رہا ہوں' اپنا جائزہ لیتے ہوئے' یہ اِس میں Mathematical Marks نہیں ہوتے۔ دیکھیں آپ سکون میں ہیں' امید میں ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دِل میں امید پیدا فرمادی ہے تو اُس کا شکر ادا کریں' عبادت ہو گئی منظور' اور اگر آپ کو اندیشہ پیدا ہو گیا تو پھر آپ یہ سمجھیں کہ عبادت کے باوجود بھی کہیں نہ کہیں نقص موجود ہے۔

اِس لیے وہ اگر عبادت منظور نہ کرے تو پھر عبادت کس کام' اور اگر وہ کسی گنہگار کے دِل کو اپنے قریب فرمادے' معاف فرمادے تو پھر وہ معاف فرما سکتا ہے۔ اِسی ضمن میں مَیں بات کروں گا' توبہ کے حوالے سے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے... ایک یہ کہ جو اعمال ہوں گے نتیجہ ہو گا' ایک یہ کہ ہم آپ کو ظلمات سے نور میں داخل کرتے ہیں۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ جو کچھ محنت کرو گے' ملے گا' اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ جس کو ہم چاہتے ہیں' بے حساب عطا فرماتے ہیں۔

اگر اللہ کریم ہی ظلمات سے نور میں داخل کرتا ہے' اللہ کریم ہی بے حساب عطا فرماتا ہے' تو پھر یہ مان لینا ہی ہمارے حق میں ہے کہ ہمیں ہماری عبادت کے باوجود معاف فرمادے گا' اُس عبادت کے باوجود جس میں ریا شامل ہے اور اُن گناہوں کے باوجود معاف کرے گا جن کے بعد ہمیں توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ توبہ

دو طریقے سے ہے' کسی کیے ہوئے پر پشیمانی اور کسی ایسی بات پر جو آپ چاہتے ہیں اور وہ اُس کو منظور نہیں ہے۔

اُس دُعا پر بھی توبہ' جس کو منظوری کا موقع نہیں ملا' جس کو منظور نہیں ہونا' جو منظوری کے مقدّر میں نہیں لکھا ہوا۔ آپ ان باتوں سے توبہ کریں۔ جو کام سرزد ہو گیا اور اندیشہ پیدا کر رہا ہے' اُس سے توبہ کریں۔ توبہ کا معنی ہے مُڑ جانا' راستے سے بدل جانا۔ توبہ میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جہاں شکر کا مقام ہے' وہاں توبہ کرتے ہیں۔ یہ ایک الگ مقام ہے' توبہ کرنے کا حکم ہے۔

پچھلے مقام پر توبہ کی کہ نئے مقام میں داخل ہو رہے ہیں' نئے عروج میں داخل ہو رہے ہیں' نئے درجات میں داخل ہو رہے ہیں' توبہ کہ میں نے اِس کو مقام سمجھا تھا' مقام تو یہ اب آیا' اِس لیے توبہ عروج کا باعث بھی ہے' توبہ پستی سے نکلنے کا ذریعہ بھی ہے۔ توبہ آپ کو اللہ کے قریب لانے کا ذریعہ بھی ہے' توبہ اُس نے خود سکھائی ہے۔ پہلا Fall جو ہے اُس کے بعد پہلی زبان جو آئی ہے "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِلَّمْ تَغْفِرْ لَنَا" توبہ ہی سکھائی ہے۔

تو' توبہ جو ہے' اُس کی طرف رجوع کا نام ہے۔ توبہ ہی کرنی چاہیے' تو میں یہ کہتا ہوں کہ توبہ اللہ کے تقرّب کا ذریعہ ہے۔ اللہ جب توبہ کی توفیق عطا فرمائے تو سمجھو رحم کر رہا ہے' رحمت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔



WWW.KUTUBMELA.COM

میں اور زیادہ کیا کہوں' آپ لوگوں کا شکریہ اور تھوڑا سا میں آپ کی خدمت میں یہی کہوں گا کہ شہاب صاحب کے ایصالِ ثواب کے لیے دُعا کی جائے ...(دُعا)... آخر میں یہ کہوں گا کہ ہم سب دراصل ایک دوسرے کا غم ہیں جو ایک دوسرے کی خوشی بن کے بیٹھے ہیں۔

بس اتنی ساری بات ہے۔

ذوالفقار تابش:

آخر میں درخواست ہے کہ آج کی نشست کے صدر جناب شیخ منظور الٰہی صاحب سے' تشریف لایئے خطبہ ٔصدارت کے لیے۔

شیخ منظور الٰہی صاحب:

جناب واصف صاحب! معزز خواتین و حضرات!

نامور ادیب اور نقاد اپنے مقالے پڑھ چکے ہیں، بڑے خوبصورت مقالے اور بڑی پُر مغز تقریریں اور واصف صاحب کے ساتھ ایک چھوٹی سی مجلس بھی ہو چکی ہے۔

میری یہ چند معروضات اِس کارِ ثواب میں شرکت کی غرض سے ہیں۔ فہم و اِدراک' حیات و ممات کی گتھیاں سلجھانے سے قاصر ہیں۔ زندگی میں حلاوت بھی ہے اور تلخی بھی' مسرّت ہے اور غم بھی ' اور جب موت کا بے رحم ہاتھ کسی عزیز

کو ہم سے چھین لیتا ہے تو ہم راضی برضا نہیں ہوتے۔ اِس جدائی سے سمجھوتا نہیں کر پاتے۔ شاد باعث زیستن' ناشاد باعث زیستن۔ اپنے آنسو پی کے ہم آگے بڑھتے رہتے ہیں، اپنی اپنی منزل کی طرف' کیونکہ جب تک سانس میں سانس ہے ' رہ رہ کے ایک سوال دِل پہ شب خون مارتا ہے' زندگی کا مقصد کیا ہے؟ زندگی کس طور بسر کی جائے؟ اِس اہم سوال کے جواب کے لیے ہم واصف علی واصف ایسے عارف کی طرف دیکھتے ہیں' ایک صاحبِ نظر جو شے کی حقیقت سے باخبر ہے۔

سنیے تو واصف صاحب کی میٹھی میٹھی باتیں سنتے جایئے 'نرم باتیں' بات سے بات نکلتی ہے' جواب سوال میں مضمر ہوتا ہے' انداز واعظانہ ہے نہ ناصحانہ بلکہ اِسے گفتگو کہنا مناسب ہوگا' جو اِن کے کالموں کا عنوان بھی ہے۔ گفتگو یک طرفہ بھی ہو سکتی ہے یا اپنی روح سے آخر شب باتیں' مگر واصف صاحب کا ایمان ہے کہ ربِ کریم نے ہر اِنسان کو چند صلاحیتوں سے نوازا ہے۔

اللہ کی ودیعت کردہ صلاحیتیں بروئے کار نہ لانا کفرانِ نعمت ہے۔ اِس لیے وہ گفتگو میں سب کو شریک کر لیتے ہیں۔ باتوں سے لطف اندوز ہونا ایک بات ہے مگر بات میں نکتہ آفرینی بھی ہوتی ہے۔ نکتہ سمجھ آ بھی جائے تو یہ نہ سمجھئے کہ راہِ فلاح مل گئی۔ واصف صاحب Short Cut بھی بتلاتے ہیں بلکہ سامعین کی کثیر تعداد ہوا میں معلق ہو کے رہ جاتی ہے۔ واصف صاحب تو ابہام اور توہمات کے جالے



WWW.KUTUBMELA.COM

صاف کرتے ہیں' آسان لفظوں میں چند اصول بتلاتے ہیں' سننے والے سے اخلاصِ عمل کی توقع رکھتے ہیں' جنت کا پاسپورٹ نہیں دیتے' حالانکہ ایسا پاسپورٹ دینا کوئی نئی بات نہیں۔

گذشتہ تیرہ چودہ سو سالوں سے ہوتا آیا ہے بلکہ آج بھی ہو رہا ہے۔ واصف صاحب کی لکھی تحریر بھی ایک خاص رنگ لیے ہوتی ہے' آسان الفاظ ایک نئے روپ میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے فقرے دِل میں اُترتے جاتے ہیں' سوال وجواب میں مکالمے کا رنگ ہوتا ہے۔ ایک گفتگو میں واصف صاحب نے کہا تھا' لوگوں کے چہرے دیکھا کرو۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ لوگوں کے چہرے دیکھو۔

ہو سکتا ہے' مطلب یہ ہو کہ اللہ کی مخلوق سے محبت کرو۔ ہر انسان میں نورِ ربانی کا جلوہ ہے' اِس لیے کوئی چہرہ قابلِ نفرین نہیں۔ ہر شخص میں کوئی خوبی ہے' وہ حُسنِ رخسار ہو کہ حُسنِ کردار' صدق وصفا کی مہک ہو یا مہر ووفا کی خوشبو' لوگوں کے چہرے دیکھو... قدرت اللہ شہاب کے آناًفاناً اُٹھ جانے سے یہ عقدہ کھلا ہے کہ ایک دوسرے کا دیدار بھی چند روزہ ہے۔

اے عزیزاں

ذوقِ دیدار یک نظر

ظاہر داری اور خود بینی کے اِس دَور میں واصف صاحب کا دَم غنیمت ہے' خدا کرے اِن کی تحریر و تقریر سے لوگ مستفید ہوتے رہیں۔ اگر اِن کے پڑھنے سننے والے بہتر اِنسان بن جائیں تو سمجھئے اِن کا مشن پورا ہو گیا !...

)تالیاں(

ذوالفقار تابش:

خواتین و حضرات ! جناب واصف صاحب کی طرف سے آپ سب کی آمد کا میں بے حد شکر گزار ہوں۔ اِس کے ساتھ آج کی تقریب کا اختتام ہوتا ہے۔

)پرل کانٹی نینٹل' لاہور۔ ۱۹۸۶۔ ۷۔ ۳۰(

کرن کرن سورج... ایک تاثر

)ڈاکٹر انور سجاد(

ایفورزم ( Aphorism ) فلسفیانہ اصول کے مختصر اور جامع بیان کو کہتے ہیں جو عقل و دانش سے معمور عمومی سچائی کے مشاہدے کا تیکھے اور چست انداز میں اظہار کر دے۔ اُردو میں اِس اندازِ بیان کو کبھی اقوالِ زرّیں کہا جاتا ہے، کبھی جوہر پارے... لیکن ایسے ناموں سے ایفورزم کی معنویت کی اصلیت واضح نہیں ہوتی۔

جناب واصف علی واصف کی "کرن کرن سورج" ایفورزمز کا ایک مجموعہ ہے' جس میں زندگی سے متعلق (اور عمومی معنوں میں ' موت کے متعلق بھی) ہر



WWW.KUTUBMELA.COM

نوعیت کی عمومی سچائیوں کا نہ صرف ظاہری اور باطنی بیان ہے بلکہ اندیشوں سے پُر، خوف زدہ، مضطرب اور بظاہر بے معنی اور بے بس زندگی کو خود اپنے باطنی وسائل کو متحرک کر کے اطمینان، سکون اور تشفیٔ ذات کا وسیلہ بھی ہے۔

دوسروں میں اس قسم کی عظیم تحریک وہی پیدا کر سکتا ہے' جو نہ صرف اِس واردات سے خود گزرا ہو بلکہ اِس نوع کے باطنی حالات اُس کے قبضۂ قدرت میں بھی ہوں۔ واصف صاحب کہتے ہیں : "دراصل یہ چند کلیاں ہیں نشاطِ روح کی ' جنہیں گلستانِ طریقت سے چُنا گیا ہے اور جن سے اصلاحِ احساس میّسر آنا ممکن ہے"۔ مجھے یقین ہے کہ نشاطِ روح کی یہ چند کلیاں گلستانِ طریقت سے یونہی نہیں چُنی جا سکتیں بلکہ اِس کے لیے سچّی لگن، یکسوئی، دردِ دِل اور تزکیے، مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ساری محنت بھی اُس وقت تک ثمر آور نہیں ہو سکتی' جب تک "کسی نگاہ کا فیض" نہ ہو۔

فیض ایسی ہی نگاہ کا ہوتا ہے جس سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ "فیض میرا دعویٰ نہیں ' صرف اظہارِ عقیدت ہے' اُن صاحبانِ حال سے جن کے تقرّب سے "حرفِ آرزو" "حرفِ بے نیازی" ہو کر رہ جاتا ہے۔ "اگرچہ "صاحبِ حال" کیا ہوتا ہے ؟ اِس کا بیان مشکل ہے لیکن ہم واصف صاحب کے اِس بیان کی حقیقت کو... "صاحبِ حال کا قُرب' حال پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے آگ کا قُرب 'لوہے کے ٹکڑے میں آگ کی صفت پیدا کرتا ہے"۔

یوں منطبق کر لیں کہ "کرن کرن سورج" بات ہے اُس گواہی کی کہ لوہے کے ٹکڑے میں صرف آگ کی صفت ہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ آگ کے قُرب سے اب آگ ہی ہے' تو بات سمجھ میں آسکتی ہے۔

اِن ایفورزم کی سب سے بڑی خصوصیت اِن میں مضمر پیراڈوکس میں ہے۔ نفی کے اندر اثبات ہے اور اثبات تو اثبات ہے ہی 'تضاد اِن ہی میں موجود ہے اور پیراڈوکس کا سلجھاؤ بھی اسی کے بطن میں موجود اگرچہ "صداقت کی ضد باطل ہے" لیکن "سب سے بڑی صداقت بھی تو یہ ہے کہ اِس کائنات میں باطل کا سِرے سے وجود ہی نہیں"۔

آج کی اِس نفسا نفسی، افراتفری کی دنیا میں کہ جس میں ظاہر' انسان پر اتنا حاوی ہو چکا ہے کہ باطن کے کوئی معنی ہی نظر نہیں آتے۔ آج کا انسان زندگی کا قائل نہیں بلکہ زندگی کو صرف گزارنا چاہتا ہے اور زندگی اُس وقت تک نہیں گزار سکتا جب تک بزُعمِ خود اِسے محفوظ نہ کر لے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ تحفظ وہ اشیائے صَرف کے حصول میں پاتا ہے اور اُس کے وسیلے سے' اُسی تناسب سے 'اُتنا ہی غیر محفوظ ہوتا جاتا ہے اور یہی ٹیکنالوجی اِس زمانے کا کمال ہے۔

ٹیکنالوجی کہ جس نے انسان کو آسائشیں مہیا کیں کہ علمیّت اور عقلیّت ہی کو انتہا مانا گیا اور انسان نے اپنی روح (Spirit) ہی اس ٹیکنالوجی کے پاس گروی رکھ


WWW.KUTUBMELA.COM

دی۔ اب نجات کے تمام راستے مسدود نظر آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان اپنی تاریخ میں اپنے آپ سے اِتنا زیادہ کبھی خوف زدہ نہیں ہوا تھا۔ اِتنا علم اور اِتنی ترقی اور اِس تناسب سے اِس بے کراں ہجوم میں تنہائی کا عذاب، تشکیک اور تشویش کا کرب... انسان شکست وریخت کے باعث اتنا منتشر ہو گیا ہے کہ درندہ بن کر Cannibalism پر اُتر آیا۔

عدم تحفظ، ناحاصلی، نارسائی اور ہوس کی شدّت اِسے خودکشی کی اس صورت میں لے آئی ہے کہ اِس نے اپنی زندگی سے معصومیت، تحیّر اور عشق کو بالکل منہا کر دیا ہے۔

تو کیا اِس صورتِ حال سے نجات اب بھی ممکن ہے؟ واصف صاحب کا جواب قطعی اثبات میں ہے۔ ”انسانوں کے اژدھام اور سیلِ بے پایاں کے باوجود ایک پیدا ہونے والا بچہ کتنے وثوق اور تیقن سے تشریف لاتا ہے' اِس اعلان کے ساتھ کہ بہت کچھ ہو چکا ہے' لیکن ابھی بہت کچھ اور باقی ہے“۔

دراصل واصف صاحب نے ”کرن کرن سورج“ کے پہلے ہی جملے میں اپنا Premises قائم کر دیا ہے کہ ”آپ کا اصل ساتھی اور آپ کا صحیح تشخص' آپ کے اندر کا انسان ہے“ اور ” دینی اور دنیاوی فلاح کے لیے بنیادی شرط ایمان ہے“ اور یہ ایمان کوئی ابہام زدہ (Abstraction) نہیں بلکہ وہ سطح ہے جس کے بغیر خیال ہمیشہ وسوسے، شکوک اور شبہات میں مبتلا رکھتا ہے۔ تو صداقت کیا

ہوئی؟ صادق کا قول اور قول کے معتبر ہونے کی انتہا "جس پر لوگوں نے بغیر تحقیق اور پہچان کے اللہ کو تسلیم کر لیا۔

دراصل ایمان تو اعتمادِ شخصیت کا ہی نام ہے" اور اِس کی معراج" جب تک مخبرِ صادق ﷺ کی صداقت پر اعتماد نہ ہو' تو ہم توحید کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ تو عشقِ رسول ﷺ ہی زندگی گزارنے کا وسیلہ ٹھہرا"۔ واصف صاحب' عاشقِ رسول ﷺ ہیں اور اِدراک کے سورج کی ایک ایک کرن اِسی عشق کا پرتو ہے' جو ظاہر اور باطن (دُنیا اور دِین) کو منور کرنے کا ذریعہ ہے اور اِس سبب کچھ کے لیے آئینۂ دل کا مصفا ہونا' کسی کی نگاہِ فیض کے بغیر شاید ممکن نہیں کہ جو اِس کے اندر کے موجود اِنسان کو اپنے آپ سے بے تعلقی کے سحر سے آزاد کر دے۔

یوں دِین بھی ہو گا، دُنیا بھی، اِسلام بھی اور مسلمان بھی اور سب سے بڑھ کر اِنسان کا ظہور۔

"کرن کرن سورج" کو پڑھ کر کتنا آسان لگتا ہے کہ آج کی دنیا کا بے یقین، تشکیک، منافقت اور عدم تحفظ کا مارا منافق، خوف زدہ اِنسان اپنا بکھرا ہوا شیرازہ خود اپنے ہاتھوں سے سمیٹ کر اپنے آپ کو ایک بار پھر پُر اعتماد، پُر ایمان و ایقان اور متوازن اِنسان میں ڈھال سکتا ہے' جو اپنے ہی شر سے محفوظ رہے، واقعی بظاہر یہ کتنا آسان کام ہے' لیکن کیا یہ "کسی کی نگاہ کے فیض" کے بغیر ممکن ہے؟ کسی صاحبِ حال کی مصاحبت کے بغیر؟ کہ اپنے آپ کو' خود گُم کردہ انسان' خود اپنے



WWW.KUTUBMELA.COM

آپ کو تھما دے؟ اور پھر یہ بھرم بھی رہے کہ اپنے آپ کو پا لینے کا کارنامہ خود اِسی کھوئے اِنسان ہی نے سر انجام دیا ہے؟

ختم شد

# WWW.KUTUBMELA.COM

# کتب میلہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

## کتب میلہ ویب سائٹ

معیاری اور بہترین رزلٹ میں اسلامی ،تاریخی ،معاشرتی ناول ۔افسانے شاعری ،دیگر ہمہ قسم کتب پڑھنے کے لئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔ ان شاءاللہ آپ کو ہماری ویب سائٹ سب سے منفرد نظر آئے گی۔

## کتب میلہ رائٹر فورم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا باذوق اور ادبی دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں اور نام کمانا چاہتے ہیں، تو ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں اور ہمیں اپنی تحریر بھیجیں۔ ہم آپ کی تحریر کو انتہائی خوبصورت انداز میں اپنی ویب سائٹ کی زینت بنائیں گے۔ جس سے آپ کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی اور ادبی دنیا میں آپ کا نام سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔

## کتب میلہ آفیشل فیس بک پیج

فیس بک پر ہماری تازہ ترین کتب اور ناولز کی اطلاع موصول کرنے کے لئے ہمارا فیس بک کا پیج لازمی فالو کریں

## کتب میلہ وٹس ایپ چینل

WhatsApp

وٹس ایپ پر ہماری تازہ ترین کتب اور ناولز کی اطلاع موصول کرنے کے لئے ہمارا وٹس ایپ چینل لازمی جوائن کریں

## واٹس ایپ رابطہ نمبر

کوئی بھی کتاب خریدنے یا اس سے متعلق معلومات کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ شکریہ

PREMIUM
نایاب بکس گیلری

# نایاب بکس گیلری

## پیڈ (واٹس ایپ گروپ)

**جہاں ملیں آپ کو نایاب کتب نایاب ویب سائٹس سے**

| | |
|---|---|
| ناول + کہانیاں | Rekhta |
| ماہانہ ڈائجسٹ | Scribd |
| عمران سیریز | Slide Share |
| بچوں کی کہانیاں | Kitab Ghar |
| سکول و کالجز بکس | English Book,s |
| نوٹس + مواد | English Novel,s |

اس گروپ میں ایڈمنز 24/7 دستیاب ہوتے ہیں

اور آپ کی ڈیمانڈ پر بروقت کام کیا جاتا ہے

0300-6461375

Raheel Arshad

Easy Paisa + Jazz Cash

3 - ماہ کی فیس - 500

6 - ماہ کی فیس - 1000

12 - ماہ کی فیس - 1800

فیس ایڈمن (راحیل ارشد) کے نمبر پر سینڈ کریں اور سکرین شارٹ سینڈ کریں

نوٹ (جو کتابیں برائے فروخت ہوں وہ اپلوڈ نہیں کی جاتیں)

# ٹیم اردو بکس گروپس لنکس

گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے نام یا تصویر/ڈی پی پر کلک کریں

یہ سب گروپس فی سبیل اللہ ہیں ان کی کوئی فیس نہیں ہے

اردوبکس
اسلامک
ایجوکیشن

اردوبکس
ایجوکیشن
کمیونٹی

ناولستان
ناول+بکس

راحیل
کتب میلہ

ناول گھر
(2)

ناول گھر
(1)

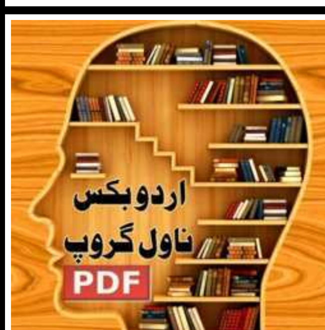


اردوبکس
ناول گروپ
(2)

اردوبکس
ناول گروپ
(1)

راحیل
جیالے جاسوس
عمران سیریز

راحیل
بچوں کی
کہانیاں

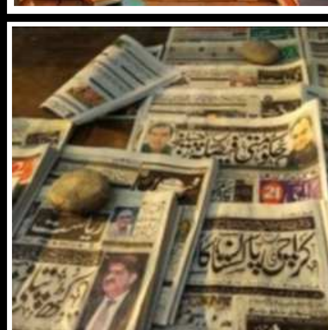

سلمان
اخبار+میگزین

راحیل
اخبار پاکستان
ورلڈ نیوز

# ٹیم اردو بکس گروپس لنکس

گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے نام یا تصویر/ڈی پی پر کلک کریں

یہ سب گروپس فی سبیل اللہ ہیں ان کی کوئی فیس نہیں ہے

اردو+انگلش
سیکھنے
کے لئے

ادبیات
Literature

راحیل
قلم کہانی

سلمان
گپ شپ
بزم یاراں

راحیل
گپ شپ
یاراں دی بیٹھک

بزم
سخن و ادب

بزم ادب
Bazam-E-Adab

سلمان
انٹرٹینمنٹ
میڈیا

راحیل ارشد
شعیب مرزا
ٹیلیگرام گروپ

راؤ اردو بکس
ایاز، سلمان، ہاشو
ٹیلیگرام گروپ

خواتین کے لئے اردو بکس ناول گھر کمیونٹی کا گروپ موجود ہے، ایڈ ہونے کے لئے پرسنل رابطہ کریں

گروپ کا لنک ریسیٹ ہونے یا کام نہ کرنے کی صورت میں ان نمبرز پر رابطہ کریں

| | |
|---|---|
| سلمان سلیم<br>WhatsApp<br>0304-8890501 | راحیل ارشد<br>WhatsApp<br>0300-6461375 |
| پاکستان زندہ باد (ہاشو)<br>WhatsApp<br>0343-7008883 | صنوبر اقبال |